حیا بخاری

آسمان کا چاند

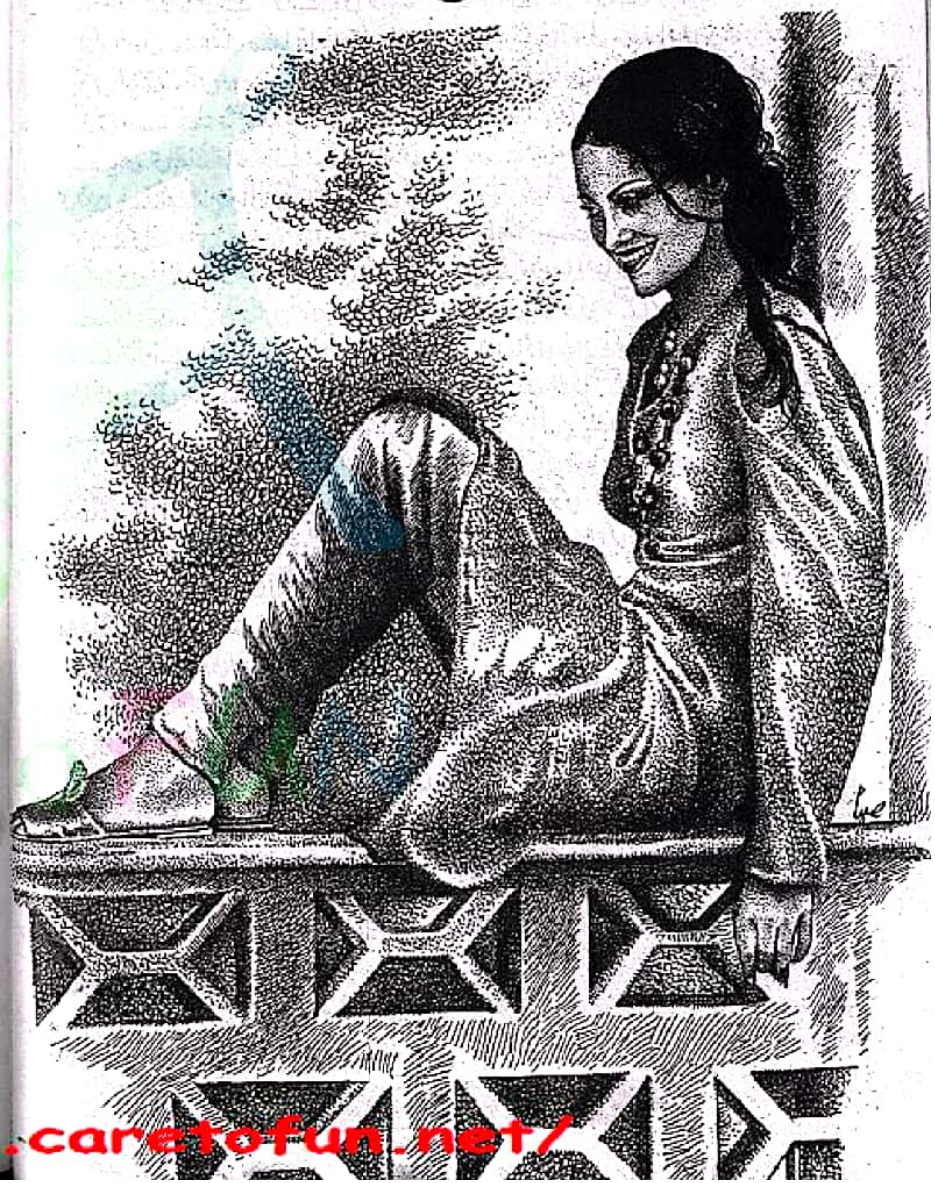

اوائل اپریل کے دن تھے۔ بہاروں کی مہکتی ٹھنڈک ابھی تک فضا کو معطر کیے ہوئے تھی۔ لیکن اتنے پیارے موسم کے باوجود وہ پسینے سے شرابور تھی۔

کچن میں ابتری کا عالم تھا۔ شیلف پہ سارے برتن ادھر سے ادھر بکھرے ہوئے تھے۔ سنک کا نل مکمل طور پہ بند نہ ہونے کے سبب مسلسل پانی ٹپک رہا تھا۔ اور ادھ دھلے برتنوں کے ڈھیر کی وجہ سے سنک نے مزید پانی بہانے سے قطعی انکار کر دیا تھا۔ نتیجتاً پانی ادھر ادھر نکل کر اپنا راستہ بنانے لگا۔

آٹے میں خوب سارا پانی ڈال کر اس میں گول گول ہاتھ گھما کر اس نے مطمئن انداز میں اپنی انگلیوں سے وکٹری کا نشان بنا کر جیسے خود کو داد دی اور اپنے آٹے سے بھرے ہاتھوں سے اچھی طرح اسی اطمینان سے پہلے پیشانی سے پسینہ صاف کیا۔ دھیان ہر طرف بہتے پانی پہ گیا تو جلدی سے نل بند کیا اور ہاتھ دھوئے بنا ہی سالن میں چمچہ چلانے لگی۔ ساتھ میں اپنے ارد گرد پھیلے سامان پہ بھی نگاہ کی۔

”ٹھیک ہے۔ کافی پھیلاوا ہو گیا مجھ سے۔ مگر آج تو بابا کو شکست دے ہی دی۔ کھانا بنا ہی لیا میں نے۔“ اس نے کچن میں پھیلتی سوندھی خوشبو اپنی سانسوں میں لیتے ہوئے فخریہ لہجے میں خود کلامی کی۔

”اب بس روٹی ڈال لوں۔ پھر دیکھنا۔ بابا تو آج سچ میں اپنی انگلیاں چبا ہی ڈالیں گے۔“ مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پہ سجی تھی۔

آنچ بند کر کے اس نے گنگناتے ہوئے ہاتھ دھوئے اور کمرے میں آ گئی۔ اس کی سلیقے سے سجی وارڈ روب اس کے سامنے تھی اور گہری سبز آنکھیں مسکرانے لگی تھیں۔ اس نے ایک ایک کر کے کپڑے نکال کر بیڈ پر اچھالنا شروع کر دیے۔ تقریباً پندرہ منٹ کی خواری کے بعد اس کے پچھلے سال کے لان کے سوٹ اس کے سامنے تھے۔

”خوامخواہ ہی اتنا تھکا لیا خود کو۔ سب سے پہلے یہی نچلی دراز چیک کرنی تھی۔“ اسے خود پہ غصہ آیا۔ جو سر جھٹک کر فوراً بھگایا گیا۔ تیزی سے لان کے دو دوپٹے اٹھائے اور واپس کچن میں چلی آئی۔ اور پھر ذرا سی دیر میں وہ کافی حد تک ادھر ادھر پھیلا پانی خشک کرنے میں کامیاب ہو چکی تھی۔ دونوں گیلے کپڑوں کی پوٹلی اٹھائے اس نے ایک لمحے کے لیے سوچا کہ نظر پائیں باغ کی طرف کھلنے والی کھڑکی پہ پڑی۔

”اس طرف پھینک دوں۔ بابا تو ویسے بھی بہت کم جاتے ہیں وہاں۔“ سوچ پہ فوراً عمل بھی کیا گیا۔ اور دونوں دوپٹے کھڑکی سے اچھال دیے۔ جو سیدھے نیچے

مکمل ناول

https://reading.caretofun.net/

پڑی ٹیبل پہ جا گرے۔ اردگرد بیٹھے تینوں نفوس چونک پڑے۔

"یہ تو سارے گھر کا ستیاناس کردے گی۔" بوا بیگم پل بھر میں ساری صورت حال سمجھ گئی تھیں۔ دہل کے رہ گئیں۔

"اطمینان رکھیے۔ چاہے ایک اینٹ نہ بچے اس گھر کی۔ مگر کھانا آج عینا ہی بنائے گی۔" شہریار خان نے ہاتھ میں پکڑی آبائی چھڑی سے دونوں کپڑوں کو باری باری دور اچھالا تھا۔

"تم لوگوں کو گھر کی پڑی ہے۔ مجھے تو اپنی عینا کی فکر ہے۔ کیسا باپ ہے تو شیری' میں نے تو تجھے کتنے پیار سے پالا اور تو اپنی اکلوتی بیٹی کے ساتھ یہ سلوک کرے گا۔" بتول دادی وہیل چیئر پہ بیٹھی بے چینی سے پہلو بدل گئیں۔ منہ ہی منہ میں کچھ پڑھ کر اوپر کچن کی کھلی کھڑکی کی طرف دم کیا گیا۔

"جی' جی بتول اماں' آپ نے تو مجھے بے حد پیار سے مارا تھا۔ اور یہ آبائی چھڑی مجھے اس لیے تو اس قدر نہیں پیاری کہ آج تک سنبھال کے رکھی ہوئی ہے۔ آخر کو کئی بار میرے شدید ترین بوسے لے چکی ہے۔" وہ جیسے انہیں کچھ یاد دلا رہے تھے۔

"ہاں تو تو تھا ہی اتنا شیطان۔ سارا محلہ تجھ سے پناہ مانگتا تھا۔ چلو مانا کہ کبھی کبھی آم (ہم) تجھ پہ ہاتھ اٹھا لیتا تھا۔ مگر وہ سب تیرے اچھے مستقبل کے لیے تھا اور یہ بات تو خود بھی مانتا ہے۔" وہ نظریں چراتے ہوئے بولیں۔ مطلب ان کو سب کچھ یاد تھا۔ شہریار ایک ٹھنڈی سانس بھر کر رہ گئے۔

"خیر جو بھی ہے۔ میں نے آج تک عینا پہ سختی نہیں کی۔ اب بھی مجبوراً کر رہا ہوں۔ صرف اور صرف اس کی بھلائی ہے اس میں۔ ورنہ آپ جانتی ہیں۔ لیلیٰ کے مزاج کو۔ کل کو اسے اگر عینا کے پھوہڑپن کا ذرا سا بھی علم ہوا تو آپ جانتی ہیں کیا نہیں کر سکتی ہیں لیلیٰ آپا۔" سنجیدہ لہجے میں کہتے ہوئے انہوں نے سگار سلگایا۔

"کیا کرلے گی وہ۔ زیادہ سے زیادہ نکاح ختم کردے گی۔" بتول اماں بے ساختگی میں کہتے ہوئے منہ پہ ہاتھ رکھ گئیں۔

"دیکھا بتول اماں! یہی غلطی ہے ہماری۔" انہیں پشیمان دیکھ کر وہ ان کی طرف جھکے۔

"اولاد کے پیار میں بھی ایک حد رکھنی چاہیے۔ ورنہ وہ ساری زندگی ہمارے غلط پیار کا تاوان ادا کرتے رہتے ہیں۔ عائفین بہت اچھا لڑکا ہے۔ ایسا لڑکا چراغ لے کر بھی ڈھونڈنے نکلیں تو نہیں ملے گا۔ میں نہیں چاہتا کہ میری محبت عینا کی زندگی تاریک کردے۔ پھر ویسے بھی اب وہ چھوٹی نہیں رہی' اسے اپنی ہر ذمہ داری کا احساس ہونا چاہیے۔" ان کی بات صحیح تھی۔ تب ہی بتول اماں خاموش رہیں۔ جب کہ بوا بیگم نے پریشان سی نگاہ اوپر کھڑکی پہ ڈالی تھی۔ جہاں خیالوں ہی خیالوں میں ہر چیز کا بیڑا غرق کرتی عینا انہیں صاف نظر آرہی تھی۔

دو بنوں سے نجات حاصل کرنے کے بعد وہ توا چولہے پہ رکھ کر آٹے کے پیڑے بنانے لگی۔ مگر یہ کیا۔ آٹا مٹھی بند کرنے سے پہلے ہی ہاتھ سے بہہ نکلا تھا۔

"یہ کون سا آٹا دے دیا مجھے گوندھنے کے لیے بوا اماں نے؟" وہ پہلی بار پریشان ہوئی۔

"خود تو اتنا سخت سخت گندھنے والا آٹا استعمال کرتی ہیں اور مجھے یہ آٹا دے دیا۔ اب اس کی روٹی کس طرح پکاؤں؟" اسے رونا آنے لگا۔

"نہیں' میں میجر شہریار خان کی بیٹی ہوں۔ اگر وہ کھانا بنا سکتے ہیں۔ کپڑے دھو سکتے ہیں۔ صفائی کر سکتے ہیں تو میں بھی ہر کام کر سکتی ہوں۔" اس نے جیسے خود کو ہمت دلائی اور پھر کیبنٹ سے ایک پیالہ نکال کر اس کی مدد سے آٹا نکال کر توے پہ ڈالا' چمچ سے اسے پھیلا کر روٹی کی شکل دی۔ لبوں پہ پھر وہی مطمئن سی مسکراہٹ پھیل چکی تھی۔

☆ ☆ ☆

وہ بے دلی سے کچن کا سارا پھیلاوا سمیٹ رہی تھی۔ کچن کا دروازہ اندر سے بند تھا۔ اور ٹھیک اس سے چند قدم دور رکھی ٹیبل پہ مسلسل ہوتی ٹک ٹک اسے بابا کی موجودگی اور ان کی گھورتی نظروں کا بخوبی احساس دلا رہی تھیں کہ وہ اس وقت کسی قسم کی رعایت دینے کے موڈ میں نہیں تھے۔

"میں نے پورے دل سے کھانا بنایا تھا بابا!" اس نے ہی پلیٹ کو سنک میں پٹختے ہوئے خاموشی کا دم توڑا تھا۔

"کھانا دل سے نہیں' توجہ اور ہاتھوں سے بنایا جاتا ہے۔ جب بنیاد ہی غلط تھی تو کھانا ٹھیک کس طرح بن سکتا تھا۔" چھڑی کی ٹک ٹک بلند ہوئی' وہ بڑبڑانے لگی۔

"مجھے پھر بھی پوری امید تھی کہ ایسا لذیذ کھانا آپ نے ساری عمر نہ کھایا ہوگا۔" اسے رونا آرہا تھا۔ مگر وہ رونا نہیں چاہتی تھی۔ آخر کو میجر شہریار خان کی بیٹی تھی وہ۔

"واقعی میں نے ایسا لذیذ کھانا کبھی نہیں کھایا۔ خدا کی پناہ' سالن میں ٹوماٹو پیسٹ کی جگہ ایک تو ٹوماٹو کیچپ ڈال دیا اور اوپر سے نمک اور مرچ کی بھی دگنی مقدار۔"

"ہاں تو دونوں کی شکل تقریباً ایک جیسی ہوتی ہے۔ تو میں کیا کروں؟" وہ روہانسی ہوئی۔

"تم صرف یہ کرتیں کہ کھانا پکاتے وقت کم از کم کیچپ نہ کھاتیں۔"

"آپ کو پتا ہے میں نہیں رہ پاتی۔"

"یہی تو میں تمہیں سکھا رہا ہوں کہ بعض اوقات انسان کو' خاص کر عورت کو اپنے من کو مارنا پڑتا ہے۔" انہوں نے ایک تلخ سچائی بیان کی۔

"بس آپ کی یہی کڑوی باتیں مجھے نہیں سیکھنے دیتیں۔" اس نے سارا الزام ان کے سر ڈال دیا تھا۔

"جی' جی کچھ عقل ہو تو کچھ سیکھو بھی۔" انہوں نے بھی لحاظ نہ کیا۔

"ایم اے اردو میں گولڈ میڈلسٹ ہوں بابا۔" وہ تڑپی۔

"تعلیم عمل مانگتی ہے اور عمل میں تم صفر ہو بیٹا جانی۔ آٹے تک میں تو تم نے نمک کی جگہ چینی ملا دی۔" انہوں نے طنز کیا۔

"ہاں تو آج کل ان دونوں کی شکل بھی تقریباً ایک جیسی ہو گئی ہے۔ تو میں کیا کروں۔" اس نے چینی اور آیوڈائزڈ سالٹ کو نشانہ بنایا۔

"تو یہی تو میں کہہ رہا ہوں کہ خالی خولی دیکھ کر سب کچھ نہیں ڈال دیتے۔ دماغ استعمال کرتے ہیں۔" ان کے لہجے میں آج نرمی بالکل مفقود تھی۔

"بس بابا! اب مجھ سے اور نہیں ہو رہا۔" تھوڑی ہی دیر میں پسینہ دوپٹے سے پونچھتے ہوئے وہ ان کے سامنے کرسی پہ ڈھے گئی۔ میجر شہریار بس اسے دیکھ کر رہ گئے۔

"یہ سب کام چوری کی علامت ہے۔ اتنے ٹھنڈے موسم میں بھی تمہیں پسینے چھوٹ رہے ہیں۔" وہ سخت خفا تھے۔

"ٹھنڈا موسم؟ میں تو آپ پہ حیران ہوں۔ اس قدر گرم موسم میں یہ تھری پیس سوٹ اور پھر اس پر یہ کس کے بندھی ٹائی۔ توبہ۔" وہ اب ان کی توجہ خود سے ہٹا رہی تھی۔

"ہم آرمی والے کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ سردی میں جب تم سب لوگ سکون سے یہ موٹے موٹے لحاف ڈال کر سوتے ہو۔ اس کے باوجود بھی کہ بند کمرے میں ہیٹر بھی حرارت دے رہے ہوں۔ انہی سرد راتوں میں ہم آرمی والے سیاچن' اسکردو' گلگت جیسے برف زاروں پہ ساری ساری رات برف پہ بیٹھ کر پلک تک نہیں جھپکتے۔

اور گرمی میں جب تم سب لوگ اے سی کی کولنگ میں دن کو بھی خواب خرگوش کے مزے لوٹتے ہو۔ ہم ویاں پہاڑوں' میدانوں' سڑکوں پہ بنا کسی سائے کے تپتی دھوپ میں فل یونیفارم میں اپنے فرائض سر انجام دیتے ہیں۔" حسب توقع ان کی جذباتی تقریر

https://reading.caretofun.net/

شروع ہو چکی تھی۔ عینا کامیاب رہی تھی۔

"ویسے تم یہ نہ سمجھو کہ میں بے وقوف بن گیا ہوں۔" اچانک ہی وہ آگے کی طرف جھکے۔ عینا کے مسکراتے لب یک دم ہی سکڑے تھے۔

"وہ کیا ہے، ہم آرمی والے عوام کو پریشان نہیں دیکھ سکتے۔"

"بس تم پہ رحم آگیا تھا۔" وہ ہنستے ہوئے بولے تھے اور عینا اٹھ کر ان سے لپٹ گئی تھی۔

"آئی لو پاک آرمی۔" اس نے بابا کو زور سے بھینچتے ہوئے کہا۔ وہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑے۔

☆ ☆ ☆

"مجھے تو یہ سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ تجھے یوں اچانک یہ جن کیوں چڑھ گیا ہے؟" چائے پیتی بتول اماں نے عینک ذرا اور اوپر کی۔

"یہ بات آپ مجھ سے پوچھ رہی ہیں؟" وہ حیران ہوئے۔

"ہاں تو اور کیا گلی میں جا کر کسی سے پوچھوں۔ تو ہی میرے سامنے بیٹھا ہے اس وقت۔" انہوں نے ناراضی بھرے لہجے میں کہا۔ شہریار ٹھنڈی سانس بھر کر رہ گئے۔

"بتول اماں آپ جانتی ہیں کہ عینا کا نکاح بچپن سے عافین کے ساتھ کر دیا گیا تھا۔ اور لیلیٰ آپا کئی بار مجھ سے اشاروں میں اس بات کے متعلق پوچھ چکی ہیں۔ انہوں نے مجھے عافین کی طرف سے بھی ہر صورت مطمئن رکھا۔ مگر میں نے صاف کہہ دیا کہ عینا کی تعلیم مکمل ہونے تک میں سوچ بھی نہیں سکتا۔ حالاں کہ بات صرف عینا کی تعلیم تک نہ تھی۔" وہ ذرا دیر رکے، بتول اماں منتظر رہیں۔

"بلکہ میرا دل بھی تھا۔ جو عینا کو خود سے اتنی دور بھیجنے پہ قطعی راضی نہ تھا۔"

"تو کیا اب تمہارا دل راضی ہے؟" خالص پشتو لہجے میں کہتے ہوئے انہوں نے آنکھیں دکھائیں۔

"دل اب بھی مطمئن نہیں ہوا لیکن اس سے زیادہ دیر ٹھیک بھی نہیں۔ میں نے کہا نا کہ ماں باپ کو بعض فیصلے اپنی محبت کو پس پشت ڈال کر بچوں کی بہتری کے لیے لینا ہی پڑتے ہیں۔ اور بس میں اب یہ فیصلہ لے چکا ہوں۔ کہ جب بھی لیلیٰ آپا، عافین اور عینا کی شادی کا ذکر چھیڑیں میں کسی قسم کا تردد نہیں کروں گا۔" انہوں نے میز سے چائے کا کپ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"تو اس میں عینا بیچاری کی زندگی یوں چکری میں ڈال دینا یہ کہاں کی اچھائی ہے؟" بتول اماں ابھی تک مطمئن نہ تھیں۔

"ہے، بلکہ عینا کی ساری بہتری کا انحصار ہی اب اس چیز پہ ہے کہ عینا اپنی ذمہ داریوں کو سمجھے۔ ایک عورت کے فرائض کو جانے۔ آپ اچھی طرح جانتی ہیں بتول اماں کہ عینا اور لیلیٰ آپا دونوں کے مزاج میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ جس عمر میں عینا صرف فرینڈز، ایف بی اور پڑھائی کے گرد گھومتی ہے۔ اس عمر میں لیلیٰ آپا گھر، شوہر اور بچوں کی خاطر نہ صرف اپنے وطن سے اس قدر دور جا بسیں بلکہ ہمارے بغیر جینا بھی سیکھ لیا، پھر لیلیٰ آپا کو تو بچپن سے ہی ہر چیز پرفیکٹ چاہیے۔ انیس بیس کا فرق ان سے برداشت نہیں ہوتا اب آپ خود سوچیں عینا جیسی کاہل اور کام چور لڑکی کیوں کر ان کے دل میں جگہ بنا پائے گی۔ وہ واقعی پریشان تھے۔

"آئے ہائے۔ اب ایسے تو نہ بولو تم۔ ماشاءاللہ سے بہت خان (اچھا) بچہ ہے ہمارا عینا۔ پھر کس قدر ذہین ہے۔ تم فکر نہ کرو۔ ہمارا (ہمارا) ہوتی ہے۔ دیکھنا آہستہ آہستہ سب سیکھ جائے گا۔" انہوں نے اطمینان دلایا۔

"نہیں، سیکھنا تو اسے شادی سے پہلے ہی ہو گا۔ پھر وقتاً فوقتاً" پوچھتی رہی ہیں آپا کہ پڑھائی کے ساتھ ساتھ کورس وغیرہ بھی کروا رہے ہو کوکنگ وغیرہ کے یا نہیں۔ تب میں نے کتنی بڑھکیں ماریں اب میں لیلیٰ آپا کے سامنے شرمندہ نہیں ہونا چاہتا۔" انہوں نے دو ٹوک فیصلہ سنایا۔

"اوہو۔ تو خانا یوں بولو نہ۔ کہ پھنسا ہوا تم خود ہے اور اب آگے کر رہا ہے میری عینا کو۔" بتول اماں کو غصہ آنے لگا۔

"جو بھی ہے بتول اماں! سب عینا کے فائدے کے لیے ہے اور اس بار میں آپ کی بھی کوئی بات نہیں سنوں گا۔ آپ عینا سے کہہ دیں شام تک تیار رہے۔ اگلے ایک ہفتے تک وہ ممانی سے کوکنگ کی کلاس لے گی۔"

"ایک ہفتہ۔ اتنا عرصہ ام کیسے رہے گا؟" ان کا منہ کھلا۔

"آپ بھی اس کے ساتھ جا سکتی ہیں۔ ویسے بھی آپ کی سگی بھانجی کا گھر ہے۔"

"ہاں یہ ٹھیک ہے۔" ان کی سانس بحال ہوئی۔ شہریار مسکرا دیے۔

☆ ☆ ☆

"شہریار بھائی کو تو بس وہم ہو گیا ہے خالہ۔ لیلیٰ آپا کو کوئی تو کرانی چاہیے کہ بہو۔" عطیہ نے پودوں کو پانی دیتے ہوئے کہا تو بتول اماں نے اثبات میں سر ہلایا۔

"یہی تو ام نے بھی کئی بار بولا۔ مگر بات شہری بھی ٹھیک کرتی ہے۔ لیلیٰ کا عادت ایسا ہی ہے۔ وہ تو ٹیک (ٹھیک) شے میں سو نقص نکال لاتا ہے۔" اپنے خالص پشتو لہجے میں بولتے ہوئے ان کی آواز میں خدشات بول اٹھے۔

"ہاں، یہ بات تو ہے اور پھر وہ خود بھی تو کتنی پرفیکٹ ہیں۔ قسم لے لیں خالہ! دونوں بیٹیوں کی ایسی تربیت کی ہے کہ نہ صرف میرے دل سے ان کے لیے دعا نکلتی ہے۔ بلکہ اپنے پرائے سب میری بہوؤں کے سلیقے اور سیرت پہ فدا ہیں۔" ان کی آواز کے ساتھ ساتھ ان کی آنکھیں بھی خوشی سے لو دینے لگیں۔

"ماشاءاللہ، یہ بات تو ہے۔ آخر بیٹی کس کا ہے؟"

بتول اماں کا بوڑھا چہرہ چمکنے لگا۔

"مگر پھر بھی لیلیٰ کا مزاج ام پہ نہیں گیا۔ وہ تو ایسا بولتا ہے کہ تورا بورا کے پہاڑ کو بھی پسینہ آجائے۔" چہرے کی چمک پہ پھر خفگی غالب آنے لگی۔

"ہاں، یہ انداز ان کا غلط ہے۔ ڈانٹ ڈپٹ کر سکھانے سے بچوں کا اعتماد کھو جاتا ہے۔ عیشا اور میشا کو دیکھ لیں۔ امریکہ میں پرورش پانے کے باوجود یہاں آ کر ایسے چھپتی پھرتی ہیں جیسے کوئی مفرور مجرم ہوں۔ بڑی مشکل سے میں نے اور بچوں نے ان کا اعتماد بحال کیا ہے۔" وہ ہاتھ صاف کرتے ہوئے ان کے پاس ہی کرسی پہ بیٹھ گئیں۔

"بس یہی سوچ سوچ کر اما را دل بیٹھا جاتا ہے۔ اب عینا کو اکیلے کیسے اتنا دور بھیجے گا ام۔"

"اللہ خیر کرے گا۔ آپ پریشان نہ ہوں۔" انہوں نے ان کا ہاتھ تھام کر انہیں تسلی دی تھی۔

اور پھر اگلا پورا ہفتہ مامی، میشا اور عیشا سب نے سب کچھ کر کے دیکھ لیا تھا۔ مگر عینا نہ بدلی۔ کبھی سالن، ٹی وی شوز کی محبت میں جلا بیٹھی۔ کبھی صفائی کرتے کرتے کوئی نہ کوئی چیز ایسی گرا دیتی کہ عیشا اور میشا کا پھر صفائی کرتے کرتے برا حال ہو جاتا۔ اور قیامت تو اس دن ٹوٹی جب روٹی ڈالنے کی کوشش میں وہ پورا ہاتھ جلا بیٹھی۔ رو رو کے اس نے آدھا آسمان سر پہ اٹھا لیا تھا۔

"کیا پوچھا؟... آدھا آسمان کیوں؟"

"یار باقی دادی اور دوسرے گھر والوں نے اٹھا لیا تھا۔" شہریار انکل اور لیلیٰ آپا کو نوازتے ہوئے۔ (کاش یہاں زبان چڑا سکتی) ہی ہی ہی۔

☆ ☆ ☆

اس بار کی ناکامی ناقابلِ معافی تھی۔ شہریار خان نے اس سے بولنا تک بند کر دیا تھا۔ کھانا بھی کمرے میں منگوا لیا تھا۔ وہ کئی بار دل مضبوط کر کے ان کے دروازے پہ دستک دینے جاتی۔ مگر پھر واپس پلٹ جاتی۔ ہمت ہی نہ ہوتی۔

ابھی بھی لاؤنج میں بیٹھی انگلیاں چٹخا رہی تھی کہ

https://reading.caretofun.net/

فون بج اٹھا۔ کیونکہ قریب ہی بیٹھی تھی۔ سو فوراً ریسیور اٹھالیا تھا۔
"السلام علیکم۔" دوسری طرف لیلیٰ پھپھو تھیں۔ خود بخود ہی اس کے لبوں پہ مسکراہٹ بکھر گئی۔ "ان سے ہی بابا کی شکایت لگانی چاہیے۔ آخر کو ایک اکلوتی بھتیجی ہوں۔ سیدھا کر کے رکھ دیں گی میجر صاحب کو۔" اس نے دل ہی دل میں سوچتے ہوئے ارادہ باندھا۔
"ہیلو۔" پھپھو نے دوبارہ پکارا۔
"السلام علیکم پھوپھو۔" وہ چونکی۔
"وعلیکم السلام۔ میری جان نے فون اٹھالیا آج تو۔" دوسری طرف لہجے میں ابھرتا پیار محسوس کر کے اس کی مسکراہٹ مزید نکھر گئی۔
"ورنہ تو ترس جاتی ہوں تمہاری آواز سننے کو۔" انہوں نے گلہ بھی کر ڈالا۔
"رئیلی سوری پھپھو۔" مصنوعی معذرت۔ "اصل میں آپ کو تو پتا ہے ناں کہ آج کل لائف کتنی ٹف ہے۔ اسٹڈی، فرینڈز، گیمز، سوشل ایکٹوٹیز سب کو کتنا ٹائم دینا پڑتا ہے۔" اپنے تئیں تو اس نے اچھی خاصی مصروف زندگی بتائی تھی۔ مگر نہ جانے کیوں دوسری طرف لیلیٰ پھپھو کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا تھا۔
"اور پھر یہ ڈائجسٹ کی ٹینشن، اور ان کے طویل ناول، غلطی سے بس ایک قسط پڑھ لو تو باقی ساری قسطوں کا دل بار بار پوچھے گا کہ آئندہ قسط کب آئے گی۔ حالانکہ اچھی طرح پتا ہوتا ہے کہ اگلے ماہ ہی آئے گی۔ مگر نہ جی اتنی ٹینشن اف کہ نہ پوچھو۔" اس نے پیشانی سے پسینہ صاف کیا۔ دوسری طرف نہ جانے کیوں خاموشی چھائی رہی۔
"پھپھو؟" اسے لگا لائن کٹ گئی۔
"ہم!" دوسری طرف شاید وہ چونکی تھیں۔ "اچھا گھر کے کاموں میں بھی زیادہ دلچسپی لیتی ہو تم شاید پھر اسی وجہ سے۔ میں نے بھی ان کتابوں سے بہت کچھ سیکھا۔" ان کی آواز ذرا مدہم تھی۔
"گھر کے کام؟" وہ منمنائی "اللہ نہ پوچھیں پھپھو! بابا نے آج کل میرا جینا حرام کر رکھا ہے۔" اسے گلے شکوے یاد آگئے۔
"کیوں؟ کیا ہوا؟ خیریت۔" پھپھو بھی پریشان ہوگئیں۔
"قسم لے لیں پھپھو! جب سے یونیورسٹی آف ہوئی ہے میری۔ تب سے بس ہر وقت دھمکی، غصہ اور ڈانٹتے رہتے ہیں۔" نہ جانے کس تالاب کے مگرمچھوں سے اس کی دوستی تھی۔ جو موقع ملتے ہی اسے آنسو ادھار دے دیتے تھے۔
"لیکن کیوں؟ ہوا کیا ہے؟ پوری بات بتاؤ مجھے۔" لیلیٰ کو واقعی فکر ہونے لگی۔
"وہی پھپھو۔ عام روایتی ماؤں والی باتیں۔ پتا نہیں کہاں سے سیکھ لی ہیں۔ ہر وقت طعنے۔ کچھ نہ کچھ سیکھ لو۔ خود کو ہی آسانی ہوگی ورنہ اگلے گھر جا کر اپنے ساتھ ساتھ میری بھی ناک کٹوا دو گی۔ کھانا بناؤ، آٹا گوندھو۔ روٹی بنانا سیکھ لو۔ صفائی کا سلیقہ رکھو۔ یہ کرو وہ کرو اف۔" اس نے کسی بڑی بوڑھی کی طرح یوں ہاتھ ہلا ہلا کر کہا۔ جیسے واقعی پھپھو اسے دیکھ رہی ہوں۔
"تمہیں کھانا بنانا نہیں آتا؟" نہ جانے کیوں اسے پھپھو کا لہجہ اس بار اتنا دکھی لگا جیسے ان کا کوئی قریبی مر گیا ہو۔
"جی پھپھو! اب آپ خود ہی بتائیں۔ میجر شہریار خان کی بیٹی کو بھلا کوئی کام کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ ہے کہ نہیں؟" اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا۔ فون بند ہو چکا تھا۔ وہ حیرت سے ریسیور کو تکتی رہ گئی۔
"اوہ۔ بابا یہ غصہ! آخر اپنی اکلوتی بھتیجی کا صدمہ کیسے برداشت کر سکتی تھیں۔" مسکراتے ہوئے ریسیور پٹخا گیا تھا۔

☼ ☼ ☼

دن بدن یہ لڑکی ان کی پریشانی بڑھا رہی تھی۔ لیلیٰ آپا کسی بھی وقت شادی کے لیے کہہ سکتی تھیں اور عینا تو ان کی ہزار کوششوں کے باوجود گھر کے کاموں سے یوں دور بھاگتی جیسے دو شادیاں کرنے والا مرد تیسری شادی سے۔

اوپر سے انہوں نے کس قدر تعریفوں کے پل باندھ رکھے تھے لیلیٰ آپا کے سامنے اپنی بیٹی کے سگھڑاپے اور سلیقے کے۔ اور اب.... ان کو ہمیشہ یہی لگا تھا کہ جونہی عینا کا دھیان پڑھائی سے ہٹے گا۔ وہ یکسوئی سے سارے کام سیکھے گی۔ تب ہی اس کو کبھی گھر کے کاموں کو ہاتھ نہ لگانے دیا تھا۔ لڑکی ہونے کی وجہ سے فطرتاً بھی اگر وہ کوئی کام کرنا چاہتی تو بڑی محبت سے اسے یہ کہہ کر روک دیا کرتے کہ میجر شہریار خان کی بیٹی کو کام کرنے کی کیا ضرورت۔ مگر انہیں ہرگز یہ نہ پتا تھا۔ کہ وہ اس بات کو اپنے پلو سے باندھ کے رکھ لے گی۔ بلکہ اس نے تو شاید یہ بات گرہ میں باندھ لی تھی کہ اب اگر وہ خود اسے کوئی کام کرنے کا کہتے تو وہ بڑے مزے سے ان کے وہی فقرے دہرا دیتی۔
سوچ سوچ کے ان کا دماغ اور ٹہل ٹہل کے ٹانگیں شل ہونے لگی تھیں۔ سگار سلگاتے وہ بیڈ پہ بیٹھ گئے۔ تب ہی ان کا سیل بجنے لگا۔ ایک نظر اسکرین پہ ڈالی۔ لیلیٰ آپا کا نام جگمگا رہا تھا۔ انہوں نے جھٹکے سے سگار پھینکا اور تیزی سے کال ریسیو کی۔
"عینا کیسی ہے شیری؟" سلام کے بعد ہی انہوں نے پوچھا تھا۔ وہ ذرا حیران ہوئے تھے۔
"ٹھیک ہے، کچن میں ہے۔ بلاؤں؟" خود کو سنبھالا۔

"اچھا، کیا کر رہی ہے؟"
"ظاہر ہے رات کے کھانے کی تیاری۔" کھسیانی ہنسی۔
"واہ، زبردست ویسے کیا کیا بنا رہی ہے آج؟" سوال در سوال انہیں نہ جانے کیوں دال میں کچھ کالا نظر آنے لگا تھا۔ دل ذرا سا ہولا تھا۔
"جانتی تو ہیں آپا۔ ایک چیز کہاں بناتی ہے۔ شاید پلاؤ یا بریانی کیونکہ رائس کی ایک ڈش تو لازمی ہے اس کے مینو میں۔ ساتھ میں شاید کوفتے بنا لے اور نہیں تو کباب تو ضرور بنائے گی۔" وہ بمشکل بتا پائے۔
"کچھ اور ڈشز بھی سوچ لو، اور پھر بھی اگر یاد نہ

الف لیلہ
ہزار داستانیں

دلچسپ اور خوبصورت داستانیں جنھیں پڑھ کر بچے ہیری پوٹر کو بھول جائیں گے، ایسی داستانیں جنھیں بڑے بھی پڑھ کر لطف اندوز ہونگے

کتاب بذریعہ رجسٹری منگوائیں
-/300 روپے کا ڈسکاؤنٹ حاصل کریں
فی کتاب -/1200 روپے
ڈسکاؤنٹ -/300 روپے
آج ہی -/950 روپے
منی آڈر ارسال فرمائیں

بذریعہ ڈاک منگوانے کے لئے
مکتبۂ عمران ڈائجسٹ
37 اردو بازار، کراچی۔ فون: 32216361

https://reading.caretofun.net/

آئے کوئی ڈش تو زبیدہ آپا کے سارے تراکیب کے رسالے لے کر دیکھ لو۔" اب کی بار آواز ذرا سی تیز ہوئیں۔ اُدھر خاموشی رہی۔

"ساری دال ہی کالی ہو چکی تھی۔ اب کوئی فائدہ نہ تھا۔ انہوں نے ٹھنڈی سانس بھری۔

"اتنا بڑا جھوٹ کیوں بولا شہری تم نے؟" خفگی سے پوچھا گیا۔

"کم از کم تم مجھے اس بات سے بے خبر نہ رکھتے تو میں کچھ نہ کچھ کر کے عینا میں یہ شوق ڈال ہی دیتی' آخر وہ لیلیٰ کی بھتیجی ہے۔" فخر سے جتلایا گیا۔ اور انہوں نے تسلیم بھی کیا۔

"میرے تو ہاتھ پاؤں کانپ رہے ہیں۔ تہجد کے وقت سے لے کر سونے تک ہر وقت کام۔ کام میں جتی رہنے والی لیلیٰ کی بہو کی اتنی لَف لائف' اسٹڈی' میوزک' ٹی وی' ڈائجسٹ' سوشل ویب سائیٹس' موبائل' فرینڈز اور بس۔"

"کو یہ کو پھیل گئی بات شناسائی کی۔" انہوں نے کڑھ کے سوچا تھا۔

"یہ سب آپ کو کس نے بتایا؟" انہیں اچانک ہی ایک کمزور سا خیال آیا۔ سب کچھ سے مکر جانے کا خیال۔

"ابھی عینا سے بات ہوئی میری۔" تیز لہجے میں گولی ماری گئی جیسے اور وہ چاروں شانے چت ہو گئے۔

"اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے۔" ایک اور سوچ بے بس سی۔

"اب تم میری بات غور سے سنو۔ میں نے شایان (لیلیٰ کے بڑے داماد) سے کہہ دیا ہے۔ وہ سب انتظام کروا دے گا۔ عینا کو چند دنوں کے لیے میں اپنے پاس بلوا رہی ہوں۔" اور شہریار خان کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

"لیکن وہ کیوں؟" انہیں خود اپنے سوال کا مطلب سمجھ میں نہ آیا۔

"ابھی بھی تمہیں کچھ پوچھنے کا کوئی حق ہے؟" الٹا سوال آیا۔

"خیر پھر بھی تمہارے سوال کا یہی جواب ہے کہ میں بھی عینا کی ماں ہی ہوں۔ ایک باپ ہونے کے ناتے تم سے جو کوتاہیاں ہوئی ہیں۔ میں انہیں سدھارنے کی کوشش کروں گی۔ کیا یہ کافی ہے تمہارے لیے یا اور جواب دوں۔" چبا چبا کر کہے گئے تھے الفاظ۔

"آپ کی ہی بیٹی ہے آپا۔ میں بھلا کیا کہہ سکتا ہوں۔ جیسے آپ مناسب سمجھیں۔" انہوں نے ہار مانی۔ ان کی بات مکمل ہوتے ہی لیلیٰ نے فون بند کر دیا تھا اور وہ دل ہی دل میں عینا کی بے وقوفی پہ تڑپ کے رہ گئے تھے۔

☼ ☼ ☼

عینا کو پتا چلا تو ہواؤں میں اڑنے لگی۔ خوشی سے تناسب سے زیادہ سانسیں آنے لگیں۔ کاش ایسے خوش گوار لمحوں میں بڑھ جانے والی آکسیجن کہیں جمع کی جا سکتی۔ موبائل میں موجود نمبرز کو پیغام دے کر بتایا گیا (اپنے تئیں خوب جلایا گیا) whatsapp پہ چیختی چلاتی آڈیو بھیجی گئی اور خاص طور پہ (America I am in) والی شرٹ پہن کر فل اسٹائل سے تصویر لے کر فیس بک کی ڈی پی تبدیل کر دی گئی۔ لیکن خوشی اس قدر بانٹنے کے باوجود بھی تھی کہ بڑھتی جا رہی تھی۔

☼ ☼ ☼

"عافین ایک کام کرو گے۔" لیلیٰ کمرے میں آئیں' عافین لیپ ٹاپ پہ مصروف تھا۔

"کیا کر رہے ہو؟" عافین کے ذرا کے ذرا نظریں اٹھاتے ہی انہوں نے دوسرا سوال بھی کر دیا۔

"جی امی! ضرور کروں گا اور جس ہوٹل میں' میں کام کرتا ہوں وہ ہوائی میں بھی ایک چھوٹا سا ریسٹورنٹ کھولنا چاہتے ہیں۔" اس نے مسکراتے ہوئے آرام سے ماں کے دونوں سوالوں کا جواب دیا تھا۔

"اسی جگہ بیٹھے بیٹھے ہی سب بات طے کر رہے ہو؟" وہ حیران ہوئیں۔

"نہیں امی! چوٹ کی وجہ سے میں چھٹی پہ تھا۔ تب ای میل کے ذریعے بس مطلع کیا اور یہ بھی کہا کہ جو بھی تجاویز ہوں میرے پاس' وہ نوٹ کرا دوں۔" لیپ ٹاپ ایک طرف کھسکا کر وہ تکیے سے ٹیک لگاتے ہوئے بولا۔

"اوہو' مجھے تو یاد ہی نہیں رہا۔ میں ہلدی لگا دوں تمہیں۔" انہیں اچانک ہی خیال آیا۔

"کب کا لگا چکا امی! اور ویسے بھی کافی بہتر ہوں میں' آپ یہ بتائیں کیا کام تھا آپ کو۔" اس نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے ماں کا ہاتھ تھاما۔

"فیس بک پہ عینا کو ڈھونڈنا ہے مجھے۔ ذرا دکھاؤ تو یہ کیسی سوشل ویب سائیٹ ہے اور کتنی بڑی رہتی ہے میری بھتیجی۔" ان کا کام سن کر نہ جانے کیوں عافین کو اپنے سو کام یاد آ گئے۔ وہ فوراً" بیڈ سے نیچے اترنے لگا۔

"کیا ہوا؟"

"ایک کام یاد آ گیا امی۔"

"کون سا کام یاد آ گیا' اور وہ بھی اس قدر اچانک؟"

"امی ضروری کام تو ہمیشہ اچانک ہی یاد آتے ہیں۔" بونگی ماری۔ اماں کا کھلا منہ مزید کھل گیا۔

"بیٹھ جاؤ آرام سے۔" وہ بھی بھلا کب اتنی آسانی سے ہار ماننے والی تھیں۔

"مجھے عینا کا اکاؤنٹ دکھا دو۔ پھر جو چاہے کام کرو۔" فوراً" اسے کھینچ کے دوبارہ بٹھا لیا۔ عافین نے بے بسی سے لیپ ٹاپ سامنے کیا۔ اور چند لمحوں بعد اسے مزید کام یاد آنے لگے تھے۔ جب اس نے عینا کا اکاؤنٹ ڈھونڈا۔ لیکن وہ جانتا تھا' فی الحال یہ کام اس کی جان چھوڑنے والا نہیں تھا۔ لیلیٰ نے اس کے چہرے کے بدلتے تاثرات بھانپتے ہی لیپ ٹاپ اپنی طرف موڑا اور اگلے ہی پل وہ اپنے سارے کام بھلائے حیرت سے لیپ ٹاپ کی اسکرین کو تکے جا رہی تھیں۔ جہاں ان کی نرم و کومل سی' شولڈر کٹ سنہری بالوں والی بھتیجی کی خوب صورت تصویر مسکرا رہی تھی۔ شرارت سے ایک آنکھ بند تھی۔ زبان منہ سے باہر اور بائیں ہاتھ کی دو انگلیاں اس کی پہنی شرٹ کی طرف اشارہ کر رہی تھیں۔

"آئم اِن امریکہ۔" لکھائی صاف تھی۔

"استغفر اللہ۔" ان کے بڑبڑانے پہ عافین نے بمشکل گلے میں اٹھتے جوار بھاٹے (قہقہے) کا گلا گھونٹا تھا۔

☼ ☼ ☼

"کیا کہہ رہے ہیں شایان؟" شایان نے جونہی عینا کے امریکہ جانے کا ذکر چھیڑا کھانے کی میز کے گرد موجود سب ہی نفوس کو اچھو لگ گیا۔ عیشا بمشکل پوچھ پائی۔

"اس میں اتنی ہولناک بات کیا ہے جو آپ سب کے رنگ اڑ گئے؟" کاشان نے حیرت سے ان کے پھیکے پڑتے چہروں پہ چوٹ کی۔

"آپ کو امی کے غصے کا نہیں پتا پھر ان کا ڈسپلن۔ اُف... عینا جیسی لاپروا لڑکی تو ایک منٹ کے ہر سیکنڈ میں ڈانٹ کھائے گی۔" عیشا کی بھوک مٹ گئی تھی۔

"اور ظاہر ہے یہ بات سب سمجھ سکتے ہیں کہ اس طرح بار بار ٹوکے جانے کا رزلٹ کچھ بھی نکل سکتا ہے۔ عینا سے کسی بھی بے وقوفی کی توقع کی جا سکتی ہے۔" ایشا بھی فکر مند تھی۔

"یہ کوئی اتنا بڑا ایشو نہیں کہ پریشان ہوا جائے۔ پھر عینا نے ایک نہ ایک دن تو وہاں جانا ہی ہے۔ آخر وہ عافین کی بچپن کی منکوحہ ہے۔" کاشی نے بریانی پہ ہاتھ صاف کرتے ہوئے کہا۔

"جی... جس کا عینا کو ابھی تک نہیں پتا۔" عینا نے کہا۔

"ہاں' یہ سب کی غلطی ہے' کم از کم عینا کو اس بات سے لاعلم رکھنے کی مجھے تو کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔"

"اور اگر لیلیٰ پھپھو کے گھر اس طرح کی بات کا پتا چلتا ہے اسے تو واقعی وہ ری ایکٹ کر سکتی ہے۔" شایان کو ان کی بات ٹھیک لگی۔

https://reading.caretofun.net/
CS CamScanner

"ہنہ۔" کاشان نے ہنکارا بھرا۔
"مجھے تو بے حد ترس آرہا ہے بیچاری عینا پہ۔" سب سونے کے لیے چلے گئے۔ مگر وہ دونوں بہنیں وہیں بیٹھی عینا کے بارے میں باتیں کرتی رہیں۔ تب ہی عیشا کے فون کی رنگ ٹون چیخ اٹھی۔
"عینا۔" اس نے میشا کو بتا کر کال پک کی۔
"سرپرائز ــــ عیشا آپی! بوجھو تو کیا ہو گا؟" چھوٹتے ہی اس کی چہکتی آواز عیشا کے کان میں پڑی۔
"اتنی خوش ہے اسے شاید پتا نہیں کہ امریکہ جا رہی ہے۔" اس نے ذرا سا جھک کر میشا کے کان میں سرگوشی کی۔ وہ سر ہلا گئی۔
"کچھ بتا لیا؟" عیشا نے اندازہ لگایا۔
"نہیں۔" اس نے انکار کیا۔
"گھر کی سیٹنگ تبدیل کرلی؟" ایک اور تکا۔
"بالکل بھی نہیں۔" رو ہوا۔
"اوکے پھر تم خود بتا دو پلیز۔" اس نے ہار مانی۔ دل ویسے بھی نہ جانے کیوں بوجھل ہو رہا تھا۔
"میں امریکہ جا رہی ہوں۔ امریکہ!" چیختی آواز نے عیشا کے ہوش گم کر دیے تھے۔
"کیا ہوا؟" میشا نے سوال کیا۔ عیشا نے خاموشی سے سیل اس کی طرف بڑھا دیا۔
"کیا ہوا عینا؟" سوال دہرایا۔
"میشا آپی، میں امریکہ جا رہی ہوں امریکہ۔" اور اس بار کھلے منہ سے میشا نے عیشا کی طرف دیکھا تھا۔
"اسے تو پتا ہے یار۔" عیشا مشکل بولی۔
"اور یہ تو بے حد خوش بھی ہے؟" میشا نے سیل ہی آف کر دیا۔
"اس دھچکے سے کوئی مقتل میں گیا ــــ" عیشا مسکرائی اور میشا باقاعدہ ہنسنے لگی تھی۔

☆ ☆ ☆

"کوئی بھی پریشانی ہو۔ مجھے فون کرنا۔" شہریار نے پیکنگ میں اس کی مدد کرتے ہوئے کہا۔
"اوکے بابا" وہ سعادت مندی سے بولی۔
"خبردار جو اس کو فون کیا۔ ام کو کرنا۔" دادی ناراضی سے بولیں۔
"اوکے دادی۔" وہی سادہ سا جواب۔
"اور ہاں! وہاں سنبھل کر رہنا۔ سگی ماں کے گھر نہیں جا رہیں تم۔" ایک اور نصیحت۔
"کسی سے بھی ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے ام تمہارے ساتھ ہے، ادھر بھی ادھر بھی۔" بتول اماں نے شہریار کو آنکھیں دکھائیں۔
"اور ہاں، عافین سے اس طرح فرینک ہونے کی ضرورت نہیں ہے جیسے تم یہاں کاشی اور شانی سے ہو جاتی ہو۔" بتول اماں کی بات پہ ضبط کرتے ہوئے انہوں نے ایک گرہ ڈالی۔
"لو عافین سے نہیں (نہیں) ہو گی تو فرنگیوں سے ہو گی۔ سنو بھلا۔" ان کی ہزار احتیاط کے باوجود بتول اماں اس بات کا مقصد سمجھ گئی تھیں۔ وہ لب چبا گئے۔
"اور سب سے اہم بات، صرف عافین یا پھپھو کے ساتھ ہی باہر جانا۔ بالکل بھی اکیلے باہر نکلنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اوکے۔ اگر کبھی عافین یا لیلیٰ آپا سے چھوٹی موٹی لڑائی ہو بھی جائے تو اسے برداشت کرنا۔ کوئی بھی الٹی سیدھی حرکت کرنے کا مت سوچنا۔"
"اوکے بابا۔" اسے جمائیاں آنے لگیں۔
"کیوں ــــ کیوں کرے برداشت؟" بتول اماں کو پھر غصہ آیا۔ "کوئی نہ کرنا برداشت۔ امریکہ میں جگہ جگہ پولیس والے بیٹھے ہیں۔ فوراً جا کر شکایت کروا دینا بچیا۔ (بچے، یا پشتو میں بچوں کو پیار سے کہتے ہیں) انہوں نے اسے مزید ہدایات دیں۔
"بتول اماں! آپ نہ سدھرنے دینا اسے۔" ان کے ضبط کی طنابیں چھوٹ گئیں۔
"ایسے بھی نہیں سدھرتے۔ جو تم لوگوں نے حل نکالا۔" وہ تو جیسے ہی غصے میں۔
"ٹھیک ہے پھر آپ ہی سمجھائیں اسے۔ وہاں جا کر کچھ الٹ پلٹ کر دیا نا اس نے تو ذمہ دار آپ خود ہوں گی۔" وہ غصے سے کہہ کر کمرے سے باہر نکل گئے۔
"تم کو کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جو

بات بھی ہو ادھر۔ ام کو فون پہ بتا دینا۔ ہم ادھر سے ہی سب کے کان کھینچ لے گا۔"
"ٹھیک ہے بتول اماں۔" وہ مسکرا رہی تھی۔

☆ ☆ ☆

واشنگٹن ایئرپورٹ کے چکنے فرش پہ پاؤں پڑتے ہی اسے لگا جیسے وہ ہوا میں اڑنے لگی ہو۔
سامان لے کر وہ باہر آئی تو عافین کو منتظر نظروں سے ادھر ہی تکتا پایا۔ وہ فوراً اس کی طرف آیا تھا۔
"عافین بھائی!" لمبی چیخ مار کے وہ اس کی طرف لپکی۔ عافین نے بمشکل اسے خود سے لپٹنے سے روکا تھا۔
"مجھے سب پیار سے عافی بلاتے ہیں۔" اسے خود اپنے الفاظ پہ رونا آیا۔
"لیں۔ اب مجھ سے تو آپ بڑے ہیں ناں۔" عینا نے ٹوکا۔
"مجھے، چھوٹے بڑے سب پیار سے عافی کہتے ہیں۔" تصحیح کی گئی۔
"اوہ، اوکے اوکے عافی۔" وہ بھی شاید سمجھ گئی۔ تب ہی عافین کا سیل فون بجنے لگا۔ اس نے شہریار انکل کا نام دیکھتے ہی کال پک کی۔
"انکل! اسے تو میرا اور اپنا رشتہ تک پتا نہیں۔ بھائی کہہ رہی ہیں موصوفہ اور امی ــــ؟" اسے گاڑی میں بٹھا کر وہ ایک طرف ہو کر بولا۔
"بچی ہے نا عافین۔" دوسری طرف سے مسکراتے ہوئے کہا گیا۔ اس نے حیرت سے گاڑی کی کھڑکی سے باہر لنک کراد ھر ادھر تکتی عینا کو دیکھا تھا۔
"اور پھر تم ہو نا۔ مجھے پورا یقین ہے۔ تم میری بیٹی کا پورا خیال رکھو گے۔" وہ گردن ہلا کر رہ گیا تھا۔

☆ ☆ ☆

"گھر آخر کتنی دور ہے؟" سوال کر کر کے اس کا ناک میں دم کرنے والی عینا خود بھی تنگ آگئی تھی۔
"گھر ابھی بہت دور ہے عینا! ہم شام تک ایک دوست کے گھر پہنچ جائیں گے۔ رات وہیں رکیں گے اور پھر کل ان شاء اللہ گھر۔" وہ اطمینان سے بتانے لگا۔
"اتنی دور۔" وہ جو باہر قدرتی نظاروں میں کھوئی ہوئی تھی۔ چونکی۔
"جی۔" مختصر جواب آیا۔ نہ جانے کیوں عینا کو پہلی بار وہ الجھا الجھا سا لگا۔
"ویسے کس شہر میں جانا ہے ہم کو۔" وہ ذرا سی نیند لے کر اٹھی تو ابھی بھی اسے اسی طرح محویت سے ڈرائیو کرتے دیکھ کر فوراً پوچھا۔ اس بار عافین دھیمے سے مسکرا دیا۔
"یہ تو بولتی بھی بہت ہے۔ امی کو ٹھیک ٹھاک نچانے والی ہے۔"
"کچھ کہا آپ نے؟"
"نہیں تو۔ میں نے بتایا نا کہ ابھی ہم ایک دوست کے گھر رکیں گے۔ پھر صبح روانہ ہوں گے۔" دور تک پھیلے دریا کے پار سورج ڈوبنے کی تیاری کر رہا تھا۔
"کتنا پیارا منظر ہے ناں؟" عینا نے حیرت سے سڑک کے ایک طرف لگے درختوں کو دیکھا۔ نہ جانے کتنے ہی رنگ ایک ساتھ بکھر گئے تھے۔ عافین نے اس کے چہرے پہ آتے ستائش کے رنگ محسوس کرتے ہی گاڑی ایک طرف روک دی تھی۔
"کیا ہوا؟" وہ حیران ہوئی۔
"مجھے لگا تم نیچے اتر کر اس منظر سے لطف اندوز ہونا چاہتی ہو۔" وہ مکمل اس کی طرف مڑ کر بیٹھ گیا۔
"مگر آپ نے بتایا، سفر لمبا ہے تو میں نے اس لیے نہیں کہا۔" نہ جانے کیوں وہ اس بار اس سے نظریں نہ ملا پائی۔
"اب تو میں نے خود روک دی گاڑی۔ سو تم انجوائے کر سکتی ہو۔"
"تھینک یو۔" وہ فوراً باہر نکل گئی۔
"ویسے اتنی بری بھی نہیں ہے۔" وہ سوچ کر مسکرایا۔
"سدھارا یا جا سکتا ہے۔" وہ بھی باہر آگیا تھا۔

☆ ☆ ☆

https://reading.caretofun.net/

عینا کو ماریہ بھابھی کے ساتھ چھوڑ کر وہ احمر کو لیے باہر آگیا۔

"مجھے لگتا ہے تم نے میری شادی سے اچھا خاصا سبق لیا ہے؟" ٹھنڈی نم ہوا بے حد بھلی معلوم ہو رہی تھی۔ وہ دونوں باڑ لگی پگڈنڈی پہ چلتے جا رہے تھے۔

"کیا مطلب؟" عافین متحیر ہوا۔

"یار! پہلی بار تمہاری منکوحہ تمہارے ساتھ گھوم پھر رہی ہے اور جناب کا رنگ اڑا ہوا ہے۔" وہ مسکرایا۔

"جس قدر میں خوش تھا' تم اندازہ نہیں لگا سکتے۔" اس نے باڑ کے ساتھ لگے انار کی پھولوں والے درخت کے تنے سے ٹیک لگاتے ہوئے کہا۔

"تو اب یہ ہوائیاں کیوں؟" احمر نے بھی اس کی تقلید کی۔

"امی کو جانتے ہو تم اور ان چند گھنٹوں میں مجھے عینا کی پکچانہ عادتوں کا اچھی طرح اندازہ ہو چکا ہے۔ اوپر سے اس کا ڈریس اور مجھے قوی امید ہے کہ میڈم سارے کپڑے اسی طرح کے لائی ہوں گی۔" اور یہ واقعی سچ تھا۔ وہ تو اسے پاکستانی روایتی لباس میں ملبوس دیکھنے کا خواہش مند تھا اور اسے امید بھی یہی تھی مگر عینا کو گھٹنوں سے ذرا اوپر شرٹ اور گلے میں لکیر نما مفلر دیکھ کر اسے واقعی دھچکے لگے تھے۔ حسب عادت سوچتے ہوئے اس کا ایک ہاتھ خود بخود سائیڈ پاکٹ میں چلا گیا۔ وہ مضطرب تھا۔ احمر مسکرا دیا۔

☆ ☆ ☆

"آپ دونوں کی لو میرج ہے؟" مزے سے سیب کترتی وہ انگلش میں بولی۔ احمر کی مسز ماریہ نو مسلم امریکن لڑکی تھی۔ اسے اردو نہیں آتی تھی۔ یہ سب جان کر وہ بے حد ایکسائیٹڈ تھی۔

"جی... مگر پہلی پسند احمر کی تھی۔ انہوں نے جب مجھے پرپوز کیا تو میں نے انکار نہیں کیا۔ مجھے لگا اللہ نے مجھے انعام دے دیا۔ کیوں کہ ہم ایک ہی جگہ کام کرتے تھے اور میں ان کو اچھی طرح جانتی تھی۔" ماریہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہائے اللہ۔ کتنا مزہ آیا ہوگا نا۔" وہ اٹھ کر پرجوش لہجے میں کہتی احمر اور عافین کے پاس آکر بیٹھ گئی۔

"کاش کوئی یمین امریکہ میں اسی طرح مجھے بھی پرپوز کر دے۔" جوس پیتے احمر کو زور کا اچھو لگا اور عافین' اس کی تو کمر صوفے کی پشت سے جا لگی تھی۔ کھڑا ہو تا تو یقیناً" زمین سے بھی جا لگتی۔

"عینا! آپ تو مجھ سے بھی زیادہ لکی ہو۔" ماریہ فوراً" اس کے پیچھے آئی تھی۔ عافین! اچھی خاصی ان دونوں کی برین واشنگ کر چکا تھا۔

"وہ کیسے؟" عینا حیران ہوئی۔

"وہ ایسے کہ تمہیں منی سوٹا کی سلیٹی پانیوں کی سرزمین بلا رہی ہے۔" وہ بات بدل رہی تھی۔

"یہاں کی شام کتنی حسین ہے نا؟" وہ کھڑکی کے پار جھانکتے ہوئے بولی۔

"ہاں۔ واقعی یہاں کی شام بہت حسین ہے اور دیکھنا اسی طرح کی کسی شام میں پانیوں میں جھلملاتی روشنیوں کی نوخیز کرنوں میں کوئی تمہیں بھی تم سے مانگ لے گا۔" ماریہ نے شرارت سے سامنے بیٹھے عافین کی طرف دیکھا۔ وہ زبان چڑا گیا۔

"سچ میں؟ دعا دے رہی ہیں آپ؟" ماریہ کو کچن کی طرف جاتا دیکھ کر وہ بھی اس کے پیچھے چلی گئی۔

"میری ساری ہمدردیاں تمہارے ساتھ ہیں۔" احمر نے اس کے مضبوط شانوں پہ اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"مکا کھائے گا۔" عافین نے واقعی میں مکا دکھایا۔ احمر کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

☆ ☆ ☆

"ویسے ماریہ! کیا آپ نے اسلام احمر بھائی کے لیے قبول کیا تھا؟" رات کافی سرد تھی وہاں کی۔ پھر بھی وہ ضد کر کے ماریہ کو باہر باغیچے میں لے آئی تھی۔ جس کے چاروں طرف لکڑی کی آدھی سی باڑ لگا کر صحن کی شکل دے دی گئی تھی۔ اسے واقعی وہاں آکر بہت اچھا لگ رہا تھا۔

"نہیں' ہرگز نہیں میں نے بتایا نا کہ ہم دونوں ایک ہی آفس میں کام کرتے تھے۔ مجھے بالکل بھی اندازہ نہ تھا کہ احمر مجھ میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ مجھے اپنی ایک دوست کی وجہ سے اسلام کو جاننے کا موقع ملا۔ پھر میں نے باقاعدہ اس کے ساتھ کئی لیکچر بھی اٹینڈ کیے۔ اسلام اور غیر اسلامی مفکرین کی کتابوں کا مطالعہ کیا اور جب میں ذہنی طور پہ بے حد مضبوط ہو گئی تو میں نے قرآن پاک کا مطالعہ شروع کر دیا۔ اور بس میں اپنے رب کے قریب آتی گئی۔" ماریہ کے چہرے پہ کس قدر نور بکھر رہا تھا۔ وہ گم صم سی اس کو دیکھے گئی۔

"احمر نے تو اسلام قبول کرنے کے بعد اس وقت مجھے پرپوز کیا جب گھر والوں کے رویے سے تنگ آکر میں گھر چھوڑ کر ایک دوست کے پاس رہنے لگی۔" اس کے گلابی ہونٹ مسکائے۔

"واہ... واہ... کتنی زبردست رومینٹک اسٹوری ہے آپ کی۔ کاش' کاش کہ میں بھی ایسی لکی ہوتی۔" پھر وہی حسرت۔

"ویسے عافین کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟" ماریہ کو موقع اچھا لگا۔

"جی!" عینا چونکی۔

"میرا مطلب ہے کہ احمر کی طرح عافین بھی تو اسمارٹ ہے۔ کتنی ڈیشنگ پرسنالٹی ہے ان کی۔" باہر آتے عافین کے قدم رکے۔ وہ جواب سننا چاہتا تھا۔

"ہاں۔ آخر کزن کس کے ہیں۔" اس نے فرضی کالر جھاڑے۔

"پھر میرے ابو' میرے دادا اور شانی اور کاشی بھیا' بس یوں سمجھیں کہ آپ کی فلم میڈیا کے سارے نام کروز' جیمز بانڈ' بریڈ پٹ ان کے مقابلے پہ آئیں تو شرما جائیں۔ عافین بھائی تو کافی پیچھے ہیں ابھی۔ یہ ٹھیک ہے کہ اسمارٹ ہیں۔ لیکن۔" وہ رکی۔ عافین کا سر جھکا۔

"لیکن پھر بھی... مگر وہ شان نہیں جو بابا اور دادا جی کے قد کو مزید بڑھا دیتی تھی۔" ماریہ دونوں ہاتھوں میں سر تھام گئی۔

"اور پھر سب سے بڑھ کر مونچھیں... ان کی مونچھیں نہیں ہیں جو کہ ہمارے خاندان کے مردوں کی شان ہیں۔" اس نے بات ختم کی اور وہ شرم سے ڈوب بھی نہ سکا کیونکہ گھر کے قریب جھیل تو تھی مگر چلو بھر پانی نہ تھا۔

☆ ☆ ☆

"حیرت ہے تم ایک پیدائشی مسلمان ہو کر یہ کپڑے کیسے پہن لیتی ہو۔" وہ تیار ہو رہی تھی۔ جب ماریہ وہاں آئی۔ ماریہ کی بات سن کر وہ چونکی۔

"کیا مطلب؟"

"اتنی ٹائیٹ شرٹ' سلیولیس اور پھر ٹائیٹ جینز۔ جبکہ اس معاملے میں تو اسلام اور قرآن کی ہدایات بہت سخت اور واضح ہیں۔"

"ارے یہ بات نہیں ماریہ۔ اصل حیا تو انسان کی آنکھ میں ہونی چاہیے۔" اس نے دلیل دی۔

"آنکھ کی حیا اور پردہ تو مرد کے لیے ہے۔ عورت کے لیے تو ایک بال تک کا پردہ واجب کیا گیا ہے۔ کہاں اتنے تنگ لباس۔" وہ اس قدر نرم لہجے میں بول رہی تھی کہ عینا کو واقعی شرم آنے لگی۔

"پتا ہے۔ میں تمہاری پھپھو سے کئی بار مل چکی ہوں۔ امریکہ جیسے بڑے ملک میں رہتے ہوئے بھی انہوں نے آج تک خود کو پاکستانی کلچر اور اسلامی شناخت سے الگ نہیں ہونے دیا۔ ویسے اگر دوست مانو تو ایک بات مانو گی میری۔" اس نے نرمی سے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔

"ہاں ماریہ! آپ میری واقعی بہت اچھی دوست ہو۔ مجھے آپ کی باتیں بے حد اچھی لگیں۔ میں نے سچ میں محسوس کیا کہ واقعی میں غلط ہوں۔" وہ شرمندہ ہوئی تھی۔

☆ ☆ ☆

بلیو جینز پہ بے بی پنک کلر کی لمبی سی شرٹ اور اوپر

https://reading.caretofun.net/

میرون کلر کا گہرا اسکارف' عافین نظریں نہ ہٹا پایا۔ خود عینا کو بھی اپنا وجود بے حد اجلا اجلا اور پر اعتماد لگ رہا تھا۔ اسے وہ گھبراہٹ نہیں ہو رہی تھی جو وہ سوچ رہی تھی کہ ہو گی۔ کیونکہ وہ اس سب کی عادی نہ تھی۔

"رشتے بہت پیاری چیز ہوتے ہیں۔ سوچو اتنے عرصے بعد جب لیلیٰ آنٹی آپ کو اس طرح دیکھیں گی تو کتنا ہرٹ ہوں گی کہ وہ امریکہ جیسے ملک میں رہ کر بھی اپنی روایات کو زندہ رکھے ہوئے ہیں اور ان کی عزیز از جان بھتیجی پاکستان سے یوں مغربی انداز اپنا کر آئی ہے۔ اب آپ اتنا تو کر ہی سکتی ہیں اپنوں کے لیے۔" اور اس نے فوراً" ماریہ کی بات مان لی تھی اور اب واقعی اسے خود بھی اچھا لگ رہا تھا۔

"تھینک یو سو مچ یار اور اسپیشلی بھائی آپ کا۔" اس نے عینا کے گاڑی میں بیٹھتے ہی ان کا شکریہ ادا کیا تھا۔

"عینا کے رویے میں بہت لچک ہے۔ آنٹی اگر اپنی تند مزاجی کی وجہ سے غلطی کریں تو پلیز تم دھیان رکھنا۔ یقین کرو عینا بالکل ویسے ہی روپ میں ڈھل جائے گی جیسے تم اسے دیکھنا چاہتے ہو۔ مگر صرف پیار اور عزت سے۔" ماریہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

عافین نے سر ہلاتے ہوئے احمر سے مصافحہ کیا اور گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔

"کیا منی سوٹا کی طرف جانے والا سارا راستہ اسی طرح ہے۔ ایک طرف دریا تو دوسری طرف سرسبز درخت۔" وہ شاید بور ہونے لگی تھی۔

"یہ جھیل لگ رہا ہے۔ جو دریائے مسیسپی کا حصہ بن جاتی ہے۔" اس نے اس کی بوریت دور کرتے ہوئے مسکرا کر بتایا۔

"ویسے سچ کہوں۔ مجھے پتا نہیں تھا کہ آپ لوگ اس قسم کے نام کی کسی ریاست میں رہتے ہیں۔ میں تو نیویارک اور واشنگٹن جیسے بڑے شہروں کے سپنے دیکھتی رہی۔" وہ اس کی طرف مڑ کر بیٹھ گئی۔

"بڑے شہروں کا حسن تو مصنوعی ہوتا ہے۔ آرٹ اینڈ آرکیٹیکچر کی مرہون منت۔ اصل حسن تو ہے ہی ان قدرتی مقامات پر' ورڈز ورتھ کی محبوبہ نیچرل بیوٹی۔" وہ بتانے لگا۔ انداز ایسا تھا کہ عینا کو دلچسپی محسوس ہونے لگی۔

"اور پھر منی سوٹا نہ صرف قدرتی مناظر کا شاہکار ہے۔ بلکہ ٹھیک ٹھاک مصنوعی خوب صورتی کی بھی مالک۔ جو نظروں کو خیرہ کر دے۔ تم بھول جاؤ گی نیویارک اور واشنگٹن کو۔"

"ریئلی۔ ایسا کیا ہے منی سوٹا میں۔" وہ پوری آنکھیں کھولے متجسس سی اسے دیکھتے ہوئے بولی۔

"بتاتا ہوں۔ ایک سیب دینا۔" اس نے گاڑی قدرے چوڑے راستے پہ ڈالتے ہوئے کہا' یہاں دونوں طرف درخت تھے۔ گلابی' سبز' زرد' اودے اور عجیب عجیب سے رنگوں والے آنکھوں کو تسخیر کر لینے والے درخت' عینا نے دلچسپی سے درختوں کی سیدھی رو کو تکتے ہوئے ایک سیب اٹھایا پچھلی سیٹ پہ پڑی ٹوکری میں سے اور بے فکری سے ایک دو بائیٹ لے کر عافین کی طرف بڑھا دیا۔ عافین نے سامنے دیکھتے ہوئے سیب لیا اور اگلے ہی لمحے اس کا کھلا منہ مزید کھلا۔ آدھا سیب اس کے ہاتھ میں تھا۔ اس نے حیرت سے عینا کو دیکھا۔ وہ بے فکری سے سیب چبا رہی تھی۔ وہ کندھے اچکا کر خود بھی سیب کترنے لگا۔

"اب بتائیں بھی۔" عینا کا صبر جواب دے گیا۔

"اس کی وجہ شہرت ہے اس کی دس گیارہ ہزار جھیلیں۔" وہ خود ہی بتانے لگا۔

"اوہ۔ دس ہزار جھیلیں۔"

"جی جناب۔ یہاں زیادہ تر خالی ویرانے ہیں۔ مگر لوگوں کی سیاحت اور دلچسپ تفریحی سہولیات کی وجہ سے وہ بھی سال کے کئی ماہ آباد رہتے ہیں۔" وہ اس وقت بھی کسی ویرانے سے ہی گزر رہے تھے۔ دونوں طرف بیابان زمین اور نہ جانے کتنی دور تک جاتی پتلی سی صاف ستھری سڑک' دھوپ میں کسی چمکیلے سانپ کی طرح دکھائی دے رہی تھی۔

"اگر منی سوٹا ریاست ہے۔ تو ریاست کا کوئی شہزادہ بھی ہو گا۔" اچانک ہی عینا کی آنکھیں چمکیں۔ عافین نے ایک ٹھنڈی سانس خارج کی۔

"ہاں۔" مختصر جواب دیا۔

"کنوارہ ہے۔" مزید پر جوشی سے سوال کیا گیا۔

"جی۔" اسے بھی شرارت سوجھی۔

"ویسے وہ کیسے دکھتے ہیں۔ آپ نے کبھی دیکھا ان کو؟" عافین نے ایک نظر اسے دیکھا۔ بڑی بڑی کالی آنکھوں میں شوق نمایاں تھا۔

"روز ہی دیکھتا ہوں۔" اس کے منہ سے پھسلا۔

"جی۔" حیران ہوئی۔

"میرا مطلب ہے کئی بار۔ کیوں کہ میں اکثر گیا ہوں۔"

"او کے! کیسے ہیں وہ؟" پھر وہی سوال۔

"ہم۔" وہ کچھ سوچنے لگا۔ "کسی یونانی دیوتا کی طرح۔" اس نے گاڑی روک دی۔

"سنہری آنکھوں والا' دلوں کو تسخیر کرنے والی مسکراہٹ اور۔۔۔ اور۔" وہ واپس سیدھا ہو کے بیٹھ گیا۔ کار اسٹارٹ ہو گئی۔

"اور۔۔۔" عینا بے تاب ہوئی۔

"اور بھی بہت کچھ ہے لیکن۔" وہ مایوسی سے بولا۔

"لیکن کیا؟" ادھر بے صبری تھی۔

"لیکن اس کی مونچھیں نہیں ہیں۔" نچلا ہونٹ پھر دانتوں تلے دبایا۔

"اوہ۔" عینا نے اطمینان بھرا سانس لیا۔

"اس میں کون سی بڑی بات ہے۔ پٹھان تھوڑی نہ ہے بابا کی طرح آخر اتنی بڑی ریاست کا شہزادہ ہے' پھر ماڈرن دور کا ہے۔ اتنا تو اس کا حق بنتا ہے۔" وہ پھر باہر جھانکنے لگی تھی۔ عافین کے ہونٹوں پہ بڑی دلکش مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔

"سنو!" وہ ذرا سا کھڑکی سے باہر نکل کر چیخی تھی۔

"ہرکولیس کے ہم پلہ! میں آ رہی ہوں منی سوٹا۔ پانیوں کی سرزمین پہ تمہارا غرور توڑنے۔" وہ کھلکھلائی اور عافین نے مسکراتے ہوئے گاڑی کی اسپیڈ بڑھا دی۔

☼ ☼ ☼

"اپولس اور سینٹ پال' منی سوٹا کے جڑواں شہر ہیں۔ اور زیادہ تر یہی علاقے آباد ہیں۔ ہم بھی یہیں جا رہے ہیں۔" شہری علاقہ شروع ہوتے ہی عافین نے آگاہ کیا۔

شہر کے داخلی راستے پہ سامنے درختوں کے بیچوں بیچ یادگاری نشان کھڑا تھا۔ جس پہ سنہری حروف میں لکھا تھا۔

"Minne Sota welcome's you"

(منی سوٹا خوش آمدید کہتا ہے آپ کو)

عافین نے مسکراتے ہوئے وہ الفاظ دہرائے تھے۔ اور عینا بھی مسکرا دی تھی۔

تقریباً" آدھے گھنٹے کی ڈرائیو کے بعد وہ لوگ ایک فارم نما علاقے میں داخل ہوئے۔ ہر طرف بیضوی' گول' مربع اور ترچھی شکل کے کھیتوں کے قطعے بے حد دلکش معلوم ہو رہے تھے۔ ذرا دور جا کر ہی گھروں کی ڈھلوانی چھتیں نظر آنا شروع ہو گئی تھیں۔

"یہاں برف باری بہت زیادہ ہوتی ہے۔ تب ہی چھتیں ڈھلوانی رکھی جاتی ہیں تاکہ برف آسانی سے بہہ سکے۔ یہ ویسے دیہی علاقہ ہے۔ مگر تمام جدید سہولیات کی وجہ سے تیزی سے آبادی میں اضافہ ہو رہا ہے۔" عافین نے ایک لین میں گاڑی گھماتے ہوئے بتایا اور پھر بالکل احمر کے گھر کی باڑ لگے صحن کی طرح والے گھر کے سامنے ان کی گاڑی جا کر رکی۔ وہ دونوں نیچے اترے۔

اور پھر لیلیٰ پھپھو سے مل کر اس کے وہ سارے خدشات دم توڑ گئے۔ جو دوسروں کی زبانی ان کے متعلق سن سن کر اسے لاحق ہو گئے تھے۔

"کل سے میری سیاحت شروع۔۔۔ منی سوٹا تمہیں تسخیر کرنے سے اب مجھے کوئی نہیں روک سکتا۔" مسکراتے ہوئے اس نے نرم سا کمبل اپنے گرد لپیٹا

https://reading.caretofun.net/

تھا۔ تھوڑی دیر بعد ہی وہ نیند کی وادیوں میں منی سوٹا کے شہزادے کو تلاش کررہی تھی۔

✡ ✡ ✡

"حد ہوتی ہے سونے کی؟" کسی نے جھٹکے سے اس کا کمبل کھینچا تھا۔

"کیا ہوا؟" وہ غصے سے بولی۔

"ساڑھے آٹھ بج رہے ہیں لڑکی۔ یہ اٹھنے کا ٹائم ہے۔ نماز کے لیے بھی نہیں اٹھیں اب تو اٹھ جاؤ۔" پھپھو کا لہجہ بے حد سخت تھا۔ اسے اپنی آنکھوں پہ یقین نہیں آیا۔

اس نے آنکھیں بند کیں کہ شاید سامنے کھڑا غصہ کرتا وجود کسی اور کا ہو مگر نہیں، وہ لیلیٰ پھپھو ہی تھیں۔ اسے رونا آنے لگا۔

"اب اٹھو اور ناشتہ کرلو۔ میں نے کام پہ بھی جانا ہے۔" انہوں نے سختی سے کہا اور باہر نکل گئیں۔

"پھپھو چند گھنٹوں میں بدل کیسے گئیں؟" وہ آنسو روکتی باتھ روم کی طرف بڑھ گئی۔

"امی تھوڑی مزاج کی سخت ہیں۔ تم خفا مت ہونا۔ ویسے بھی چند ہی دن کے لیے رہنے آئی ہو۔ آئی ہوپ برداشت کرہی لوگی۔" عافین نے اسے بتادیا تھا۔

"ڈونٹ وری۔ مجھ پہ تھوڑی غصہ کریں گی۔ میں تو مہمان ہوں۔" اس نے کتنے مان سے کہا تھا اور عافین ہنس دیا تھا۔

"امی نے تمہیں یہاں سب کام سکھانے کے لیے بلوایا ہے۔ وہ تمہاری گھر کے کام میں کچھ تربیت کرنا چاہ رہی ہیں اور اس طرح کافی ڈانٹ کھا سکتی ہو۔" اس وقت وہ واقعی اگنور کرگئی تھی۔ مگر اب لیلیٰ پھپھو کے غصے نے اسے بوکھلا کے رکھ دیا تھا۔

وہ باہر آئی تو اوپن کچن کے سامنے رکھی چھوٹی سی ٹیبل پہ ناشتہ لگا تھا۔ جہاں عافین بیٹھا کافی پی رہا تھا۔

"ناشتہ کرلو۔ پھر برتن سمیٹ لینا۔ صفائی میں نے کرلی ہے۔ تم بس اپنے اور اپنے انکل کے لیے کھانا بنا لینا۔ سارا سامان اور ترکیب لکھ کررکھ دی ہے۔ کوئی بھی مشکل ہو تو ان سے بھی پوچھ سکتی ہو۔ اچھی خاصی کوکنگ کرلیتے ہیں۔" وہ اسے ہدایت دیتے ہوئے مسلسل ڈسٹنگ بھی کررہی تھیں۔

"ارے۔ اگر انکل کو کھانا پکانا آتا ہے تو کیوں سامان ضائع کروانا چاہتی ہیں۔ پھپھو۔ انکل ہی بنالیں گے نا کھانا۔" سینڈوچ پہ ہاتھ صاف کرتے ہوئے بے نیازی سے جواب آیا۔ عافین کو اچھو لگ گیا اور پھپھو وہ تو کچھ بول ہی نہ پائیں۔

"ویسے امی! آج پہلا ہی دن ہے اور آپ اس بے چاری کو کام پہ لگا رہی ہیں۔" عافین نے مداخلت کی۔

"صرف تیس چالیس دن ہے یہاں اور حالت دیکھ رہے ہو، تم تو اندازہ لگا سکتے ہو کہ کتنے کم ہیں یہ دن۔" انہوں نے کوئی بھی رعایت دینے سے انکار کیا۔

"اور پھر کام ہی کتنے ہوتے ہیں گھر کے۔ باقی ٹائم آسانی سے گھوم پھر سکتی ہے۔ امید ہے تم سمجھ گئی ہو گی۔" وہ اس کی طرف پلٹی تھیں۔

"جی، جی پھپھو۔ آپ بالکل بھی پریشان نہ ہوں۔ میں بنالوں گی۔" پھپھو کا لہجہ تیز ہوتا دیکھ کر اس نے فوراً "ہاں" بھری۔

لیلیٰ کے جانے کے بعد اس نے عافین کو بھی نکلتے دیکھا تو اس کے پیچھے باہر آگئی۔ منی سوٹا کی صبح بے حد دلکش تھی۔ ہلکی ہلکی دھند کو چیرتی سورج کی نارنجی کرنیں سبزے کو عجیب سے رنگ اور چمک بخش رہی تھیں۔

"آپ مجھے گھمانے لے جائیں گے نا۔" گاڑی کی طرف جاتے عافین نے مڑ کر اسے دیکھا۔ صبح کے منظر میں وہ اجلی اجلی صبح کی جیسی لڑکی نہ جانے کیوں اس کے دل کی دھڑکنیں منتشر کردیتی تھی۔

"ہاں لے جاؤں گا، کہاں جاؤ گی؟"

اور تھوڑے سے چاول ڈال کر بھوننے لگی۔ چار پانچ منٹ ہی ہوئے تھے کہ چاول پھدک پھدک کر فرائی پین سے نکل کر ادھر ادھر اڑنے لگے۔

"واہ! چائنیز ڈش تو بالکل چائنیز لوگوں کی طرح ہوتی ہے۔ ہی، ہا کرکے اچھلنے کودنے والی۔" چاول اب پیندے سے چپکنے لگے تھے۔

"اوہ شاید بن گئے۔" اس نے جلدی سے آنچ بند کی۔ چاول ڈھک کے رکھے اور پھر فریج سے چند سبزیاں نکال کر سلاد بنانے لگی۔

"پھپھو نے چکن کا بھی کہا تھا۔ کیوں نہ ابالنے رکھ دوں۔" اس نے سوچتے ہوئے کیتلی میں اچھا خاصا پانی ڈالا اور پھر نمک اور مرغی ڈال کر چولہے پہ رکھ دی۔

"پھپھو کے آنے تک تو اچھی طرح گل جائے گی۔" باہر کھٹکا ہوا۔ اس نے تیزی سے پلیٹ میں چاول نکالے اور سلاد سے اچھی طرح گارنش کرکے وہ باہر نکلنے لگی کہ سامنے کھڑے عافین کو دیکھ کر چونک گئی۔

"ارے واہ! تم نے بنالیا کھانا۔" بہترین طریقے سے سجی پلیٹ دیکھ کر اس کے منہ میں بھی پانی بھر آیا۔

"مجھے آتا ہے کھانا بنانا۔" وہ ناراض ہوگئی۔

"حیرت ہے۔ ورنہ انکل نے تو مجھے تمہارے بارے میں کچھ اس طرح بریف کیا تھا کہ میں سمجھا، تمہیں بالکل بھی کوئی کام کرنا نہیں آتا۔" عافین نے پلیٹ اس کے ہاتھوں سے لیتے ہوئے کہا۔

"بابا تو ہیں ہی ایسے، انہیں تو بس ہر کام ہی غلط لگتا ہے میرا۔ آپ دادی سے پوچھتے، تب آپ کو پتا چلتا کہ میں کیا کیا کرسکتی ہوں؟" اداسی کا رنگ چھانے لگا تھا کہ پھر سے وہی ازلی پراعتماد سی روشنی چہرے پہ بکھر گئی۔

"وہ لیکن دادی سے بھی میری بات ہوئی تھی۔" اس نے شرارتی مسکراہٹ چھپائی۔

"سچ! کیا کہا انہوں نے؟" وہ چہکی۔

"انہوں نے واقعی تمہاری بہت تعریف کی۔ کہ عینا بہت اچھی ہے۔ بہت پیاری ہے۔ معصوم ہے لیکن۔" وہ نوالہ لینے لگا۔

"لیکن۔" عینا نے بے صبری سے اس کا ہاتھ روکا۔

"لیکن یہی کہ بس اسے کوئی کام کرنا نہیں آتا۔" عینا نے مسکراہٹ کے لیے کھلتے لب ایک دم سے بھینچ لیے تھے۔ عافین نے تیزی سے نوالہ منہ میں ڈالا تھا اور اگلے ہی لمحے کھانستے ہوئے ڈسٹ بن میں تھوک دیا۔

"کیا ہوا؟"

"چاول تو بہت سخت ہیں عینا۔"

"اچھا۔" وہ حیران ہوئی۔ "شاید امریکہ کے چاول ہیں اس لیے۔"

"یہ شان بے نیازی واللہ، واللہ۔" وہ بس دل میں ہی کہہ سکا۔ تبھی ڈور بیل کی آواز سنائی دی۔ وہ تیزی سے پلیٹ رکھ کر باہر گیا۔ لوٹا تو ہاتھ میں ایک بڑا سا گفٹ پیک تھا۔

"ارے واہ! آپ کے کسی دوست نے گفٹ بھیجا ہے آپ کو۔" عینا چہک اٹھی۔

"نہیں تو میں نے ہی کچھ آرڈر کیا تھا۔" اس نے جواب دیتے ہوئے پیکٹ میں بند گرم گرم بوائلڈ چاول اور فرائی فش پلیٹس میں نکالیں، انہیں ٹیبل پہ رکھ کے وہ واپس پلٹا۔ "بابا کو بلالاؤ میں ابھی آتا ہوں۔" وہ کہہ کر اس کے بنائے ہوئے کھانے کی پلیٹ اٹھائے باہر نکل گیا۔ واپس آیا تو بابا اور عینا کھانا شروع کرچکے تھے۔ وہ بابا کو سلام کرکے تیزی سے کچن کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے تیزی سے صبح والے اور وہ سارے برتن دھوئے جو کھانا بنانے کے دوران عینا استعمال کرچکی تھی۔ صرف پندرہ منٹ میں وہ ہر چیز چمکا کر کھانے کی میز پہ آچکا تھا۔ بابا کھانا کھا کر واپس جاچکے تھے۔

"واؤ عافی، فولڈ آستینوں میں تو آپ بالکل جیمز بانڈ لگتے ہیں۔" عینا نے کھانا کھاتے ہوئے اسے ستائشی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں اس سے کچھ زیادہ ہی ہوں۔" مسکراتے ہوئے اس کے بائیں گال کا ڈمپل نمایاں ہوا تھا۔

"تب ہی تو اتنا اعتماد ہے آپ میں۔" عینا کو اس پہ

https://reading.caretofun.net/
CamScanner

سکا کی جھیل پہ۔ جہاں روشنیوں میں وہ دیو تا سا شہزادہ اترتا ہے۔"

"تمہیں ان روشنیوں کی کیا ضرورت۔ تم نے تو شہزادے کو پہلی نظر میں تسخیر کرلیا ہے۔" وہ بے اختیار کہہ گیا۔ عینا چونکی۔

"کیا مطلب؟"

"میرا مطلب ہے کہ..... کہ۔" وہ گڑبڑا گیا۔

"خیر اس بات کو چھوڑو تم کھانا پوری توجہ سے بنانا پلیز۔ اگر ہو سکا تو میں چکر لگالوں گا۔ اوکے۔" ہاتھ ہلاتا وہ تیزی سے دھڑکتے دل کو سنبھالتا گاڑی کی طرف بھاگا تھا۔ حیران سی عینا اس کی باتوں کو سوچتی اندر چلی آئی۔ سامنے ہی برتن اس کا منہ چڑا رہے تھے۔

"تھوڑا سا ٹی وی انجوائے کرلوں۔ پھر دھو لیتی ہوں۔ ویسے بھی پھپھو تو تین بجے ہی آئیں گی۔" مطمئن سی وہ ریموٹ لے کر ٹی وی کے سامنے پڑے صوفے پہ ڈھے گئی۔ نہ جانے کب اس کی آنکھ لگ گئی۔

تیز چنگھاڑ نے اسے بوکھلا کر رکھ دیا۔ وہ حواس باختہ سی اٹھی اور اس آواز کو سوچنے لگی کہ وہی آواز دوبارہ سنائی دی۔ وہ گھنٹی کی آواز تھی۔ عینا تیزی سے دروازے کی طرف لپکی اس نے ہول سے دیکھا۔ سہروز انکل تھے۔ جلدی سے دروازہ کھولا۔

"ارے! ہمارے گھر تو پری اتری ہے۔" انہوں نے مسکراتے ہوئے اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا۔

"کیسے ہیں انکل؟" وہ ان کا بریف کیس سنبھالتے ہوئے بولی۔

"میں بالکل ٹھیک۔ سوری، آپ سے ملاقات نہیں ہو سکی۔ اصل میں واشنگٹن ہوتا ہوں میں۔ جس دن آپ ادھر آئیں اس دن میں کسی میٹنگ میں بزی تھا۔ ورنہ میں خود آپ کو لے کر یہاں آتا۔ عافی نے تنگ تو نہیں کیا نا؟" انہوں نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"بالکل نہیں انکل۔ عافی تو بے حد اچھے ہیں۔ انہوں نے میرا بہت خیال رکھا۔ اچھا آپ کے لیے چائے، کافی کچھ لاؤں؟" اس نے کچھ جھجکتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں نہیں بیٹا۔" اس کی سانس بحال ہوئی۔

"تم ایسا کرو کھانا لگا دو میرے لیے۔ ناشتہ بھی نہیں کیا تھا۔ بہت بھوک لگ رہی ہے۔" اس کی سٹی گم ہوئی۔

"اوہ۔ انکل وہ اصل میں....."

"کیا ہوا؟" کمرے کی طرف جاتے ہوئے وہ واپس پلٹے۔

"پھپھو نے کہا تھا آج کھانا میں بناؤں مگر میری آنکھ لگ گئی۔" وہ شرمندہ تھی۔

"اوہ، کوئی بات نہیں۔ تم آرام سے کچھ بنالو۔ میں ویسے بھی پہلے شاور لوں گا۔ پھر لیپ ٹاپ پہ کچھ آفس کا کام دیکھ لوں گا۔ جب تیار ہو جائے تو مجھے بلا لینا۔ اوکے۔" انہوں نے پیار سے اس کا سر تھپکا اور اندر چلے گئے۔

کچن میں آکر اس نے ایک نظر شیلف پہ پڑے سامان پہ ڈالی۔ اور دوسری نظر ساتھ پڑی چٹ پر۔

"اُبلے ہوئے چاول۔ چکن کری کے ساتھ اور ساتھ میں کیلے کا حلوہ۔" اس نے مینو پڑھا۔

"لو میں نے تو سنا تھا، امریکہ میں لوگ زیادہ تر چائنیز ڈشز پسند کرتے ہیں۔ یہ تو ہمارے ملک والی ڈشز لگ رہی ہیں۔" اسے مینو ہضم نہیں ہوا۔ وہ ترکیب پڑھنے لگی۔

"بیچاری لیلیٰ پھپھو۔ میرے خیال میں ان کو چائنیز بنانے کی ترکیب نہیں آتی۔ تب ہی اس قسم کی ڈش منتخب کی۔ ویسے آتی تو مجھے بھی نہیں مگر پھر بھی کچھ نہ کچھ عقل تو استعمال کر ہی سکتی ہوں۔" اس نے دماغ پہ زور ڈالا۔

"چائنیز لوگ زیادہ مرچ مسالا استعمال نہیں کرتے اور سبزیوں اور اناج کو زیادہ دیر تک فرائی اور بوائل بھی نہیں کرتے۔ بس۔" اسے جیسے ترکیب آگئی۔

اس نے جلدی سے فرائی پین میں ہلکا سا آئل ڈالا

رشک آیا۔

"خیر ایک بات عینا۔ پلیز جو کام بھی امی تمہارے ذمہ لگائیں۔ وہ فوراً کرلیا کرو۔ اسے کسی اور وقت پہ نہ چھوڑا کرو۔ یہاں صفائی کی باقاعدہ چیکنگ ہوتی ہے۔ اور صفائی کا خیال نہ رکھنے کی وجہ سے یہاں ایٹین ویسے بھی کافی بدنام رہے ہیں۔" اس نے آرام سے عینا کو سمجھانے کی کوشش کی تھی۔ وہ سر ہلا گئی تھی۔

☆ ☆ ☆

انکل اسے بے حد اچھی طرح سمجھتے تھے شاید۔ تب ہی وہ اس کا خیال رکھتے۔ اور بہت محبت اور طریقے سے اسے کاموں میں حصہ لینے کی ترغیب دیتے۔ لیلیٰ ابھی تک تو اس کی کارکردگی سے مطمئن ہی تھیں اور یہ سب انکل اور عافین کی توجہ کی وجہ سے ہی تھا۔ عافین دفعتاً یاد آنے لگا تھا۔

"عینا۔ دیکھو ذرا میں اس طرف ڈسٹنگ کرتا ہوں۔ تم ذرا دھیان سے لاؤنج کی گلاس ونڈوز صاف کرلو۔" وہ اسے طریقے سے کام میں مصروف کرلیتا اور اسے کام کرتا دیکھ کر وہ بھی خوشی خوشی اس کے ساتھ مصروف ہو جاتی۔ شام میں لیلیٰ خود اس سے کچھ نہ کچھ پکوانے لگی تھیں۔ وہ آسان ترین مینو منتخب کرتیں اور پھر اس کے ساتھ کھڑی ہو کر اسے بتاتیں اور وہ بناتی۔ لیکن اتنی توجہ کے باوجود بھی کوئی نہ کوئی غلطی اس سے ہو ہی جاتی پھر بھی انکل اور عافین اس کی کارکردگی سے مطمئن تھے۔ سوائے لیلیٰ کے۔ وہ اس سے بالکل مطمئن نہ تھیں۔

آج اس نے کھانا اکیلے تیار کیا تھا۔ بابا اور دادی سے خوب لمبی ویڈیو چیٹ بھی کی۔ ٹی وی میں اب اس کا دل نہ لگتا تھا۔ تب ہی وہ اٹھ کر کوئی نہ کوئی کام کرنے لگ جاتی۔ عافین کی توجہ نے اس کو کچھ نہ کچھ بدل ہی دیا تھا۔ اسے اپنے آپ پہ خود بھی حیرت ہوتی تھی۔

عافین آج بھی ماما سے پہلے گھر لوٹ آیا تھا اور آتے ہی اس نے کھانا چیک کیا۔ وہاں سے مطمئن ہو کر اس نے صفائی چیک کی۔ پھر کچھ صفائی خود بھی کی۔ عینا نے برتن آج بھی چھوڑ دیے تھے اس نے کچن صاف کیا۔ سبزی کے چھلکے ڈسٹ بن میں ڈالتے ہوئے اسے کچھ چمکتا دکھائی دیا۔ اس نے ہاتھ آگے بڑھایا۔ یہ کانچ تھا۔ اس کے ذہن میں جھماکا سا ہوا۔

"عینا۔" بے اختیار ہی وہ چلا اٹھا تھا۔ عینا بھاگتی ہوئی وہاں آئی تھی۔

"یہ گلاس۔" وہ گلاس کا ایک بڑا سا ٹکڑا تھامے اس سے پوچھ رہا تھا۔

"ہاں گلاس ہی ہے۔" وہ حیران ہوئی۔

"لیکن یہ تو ٹوٹا ہوا ہے۔" عافین کو سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا بولے۔

"ہاں تو ٹوٹ گیا نا۔" عینا کو اس کی ذہنی حالت پہ شک ہونے لگا۔

"لیکن کیسے ٹوٹ گیا؟"

"اوہ تو یہ سمجھ میں نہیں آرہا کہ کیسے ٹوٹ گیا۔ جاننا چاہتے ہیں؟" وہ سر ہلاتے ہوئے مسکراتے ہوئے بولی۔

"اصل میں، میں یہاں پہ چڑھ کر اوپر کے خانوں سے کچھ ڈھونڈ رہی تھی۔" وہ ایک طرف رکھے قدرے اونچے اسٹول پر چڑھ گئی۔ وہ اسے بس دیکھتا رہا۔

"تب ہی میری نظر ان دو گلاسوں پہ پڑ گئی۔ اللہ اتنا پیارا ڈیزائن۔ بس ان کے اوپر بنے ابھرے ابھرے سے پھول مجھے دیوانہ بنا گئے۔ میں نے فوراً ایک گلاس اچک لیا۔ ایسے۔" اس نے دوسرا گلاس بھی اٹھا لیا تھا اور نیچے اتر آئی۔

"اور پھر مجھے پتا بھی نہ چلا اور گلاس اچانک چھوٹ کر زمین پہ۔" یک دم گلاس اس کے ہاتھ سے پھسلا تھا۔ عافین تیزی سے اس کی طرف آیا مگر لاکھ کوشش کے باوجود گلاس کیچ کرنے میں ناکام رہا تھا۔ گلاس فرش پہ گر کر چکنا چور ہو چکا تھا۔

"بس یہی پوچھنا چاہ رہے تھے آپ۔" وہ یوں مطمئن کھڑی تھی جیسے اس نے کسی ڈرامے کا آڈیشن

https://reading.caretofun.net/

دیا تھا اور رزلٹ میں وہ اوکے بھی ہو چکی تھی۔
"عینا! میں کیا کروں تمہارا یار' وہ امی کے جہیز کے گلاس تھے۔ جو وہ صرف اپنی ویڈنگ انی ورسری میں ہی نکالا کرتی تھیں۔ اف اب ایک نئی قیامت۔" وہ سر ہاتھوں میں پکڑ کر بیٹھ گیا۔
"اوہ۔ تو آپ یہ سب مجھے پہلے بتاتے نا۔" وہ روہانسی ہونے لگی۔
"اچھا اچھا پلیز' سوری۔" عافین نے فوراً اسے تسلی دی۔
"اب پلیز' امی کتنی بار بھی پوچھیں' صرف یہی جواب دینا کہ تم نے ایسے کوئی گلاس نہیں دیکھے۔" وہ اسے سمجھانے لگا۔
"مطلب جھوٹ بولوں؟" بڑی کالی آنکھیں مزید کھل گئیں۔
"ہاں کیوں کہ کبھی کبھی یہ بے حد ضروری ہو جاتا ہے۔" اس نے دوٹوک لہجے میں کہا۔ اور پھر واقعی لیلیٰ بے چاری ڈھونڈتی رہ گئیں مگر نہ گلاس ملے نہ کسی چور کی داڑھی میں تنکا۔ عافین نے ہاتھ کی صفائی ہی ایسی دکھائی تھی۔

☼ ☼ ☼

وہ علاقائی سطح پہ بیس بال کا جانا پہچانا نام تھا اور کئی بار اپنی ٹیم کو میچز جتوانے میں اہم کردار ادا کر چکا تھا۔ عینا کو جیسے ہی پتا چلا تھا کہ وہ شام کے وقت اسٹیڈیم جا کر پریکٹس کرتا ہے۔ وہ اس کے ساتھ جانے کی ضد کرنے لگی تھی۔
"وہاں صرف لڑکے ہوتے ہیں۔ تم کیا کرو گی جا کر۔" لیلیٰ پھپھو کو اس کی یہ فرمائش بالکل بھی پسند نہ آئی۔
"لڑکے ہوں تو مجھے کیا پھپھو۔ میں تو پہلی مرتبہ بس اسٹیڈیم دیکھنا چاہتی ہوں۔
وہاں سیٹس (Seats) رئیل میں کیسی لگتی ہیں۔ پویلین کیسے ہوتے ہیں۔ کمنٹری باکس سب۔" وہ بے حد ایکسائیٹڈ تھی۔

"تو اس میں ایسا کیا ہے روز میچز لگتے ہیں ٹی وی پر دیکھ لیا کرو۔" اف یہ پھپھو کے مشورے۔ وہ تنگ آنے لگی تھی۔
"پھپھو میں نے سب کچھ لائیو دیکھنا ہے۔" وہ تقریباً چیخی۔
"وہاں کوئی میچ نہیں ہو رہا۔ سنا نا کہ پریکٹس ہے بس۔" پھوپھو کہاں چپ ہونے والی تھیں۔ عافین البتہ مسلسل چپ تھا۔
"عافی پلیز۔" اس بار اس نے براہ راست عافین کو پکارا۔
"ہاں بیٹا۔ چلی جانا۔ اب امریکہ ہے' پاکستان تو ہے نہیں جو تم اسے یوں لڑکوں سے ڈرا رہی ہو۔" انکل نے اسے اجازت دے دی تھی۔ وہ اچھل پڑی۔
"اچھا ٹھیک ہے۔ مگر وہاں بس میرے ساتھ رہنا اوکے۔" عافین نے کچھ سوچتے ہوئے ہاں کی اور پھر دس پندرہ منٹوں کے اندر اندر وہ عافین کے ساتھ تھی اسٹیڈیم میں' اسٹیڈیم کافی بڑا نہ تھا۔ مگر پھر بھی وہ پہلی مرتبہ کسی اسٹیڈیم میں آئی تھی۔ تب ہی اس کا شوق دیدنی تھا۔ کچھ دیر بعد ہی وہ کھلاڑیوں والا یونیفارم پہن کر اس کے سامنے تھا۔
"یہ کیا پہن رکھا ہے آپ نے۔" وہ تو حیران رہ گئی۔
"بیس بال میں ایسا ہی یونیفارم پہنا جاتا ہے۔" اسے عینا سے اسی رد عمل کی توقع تھی۔ تب ہی سارے جواب سوچ کر آیا تھا اور جواب سن کر وہ ہنستی چلی گئی۔
"اس میں تو آپ مجھے کوئی خلا باز لگ رہے ہیں۔" ہنستے ہوئے بمشکل بولی۔ وہ مسکرا دیا۔
"اب تم بیٹھو' میں پریکٹس کر لوں۔" وہ اسے کہہ کر فیلڈ میں چلا گیا۔
"اب میں صحیح سے اسٹیڈیم بھی نہیں دیکھ سکتی۔ ان لوگوں کی پریکٹس ختم ہو تب نا۔" اس نے کرسی پہ تقریباً لیٹتے ہوئے آنکھیں موند لی تھیں۔
"عینا۔" اسٹیڈیم کی لائٹس آن ہو چکی تھیں۔

جب عافین نے اسے جگایا۔
"جی۔" وہ ہڑبڑا کر اٹھی۔ عافین لباس تبدیل کر چکا تھا۔
"ختم ہو گئی پریکٹس؟" اس نے فوراً پوچھا۔ عافین نے اثبات میں سر ہلایا۔
"چلیں پھر میں آپ کو بتاتی ہوں۔ دیکھیں عافی! پویلین سے باہر آتے وقت کم از کم یہ کیپ سر پہ نہ لیا کریں' آپ کے گھنے بال نظر آنے چاہئیں۔ سچ میں اپالو کی طرح ہینڈسم سا تاثر ابھرتا ہے۔ جب دھیرے دھیرے ہوا کے ساتھ آپ کے بال لہراتے ہیں۔" عینا شروع ہو چکی تھی اور عافین.... اختتام ڈھونڈ رہا تھا۔
"اور ذرا اکڑ کے اترا کریں۔ تاکہ یہ جو سیفٹی پارٹس ہیں آپ کے یونیفارم کے' جو آپ کو گول مول بنا دیتے ہیں۔ ان کی وجہ سے آپ کا ہرکولیس والا شاندار قد چھپا نہ رہ سکے۔"
"گھر چلیں؟" وہ پھر دیوتاؤں کو ڈھونڈنے لگی تھی۔
"ہاں بس ذرا میں ادھر ادھر بھاگ تو لوں۔ جیسے فلموں میں ہیروئنیز بھاگتی ہیں۔" وہ اس سے کہہ کر گراؤنڈ میں بھاگ گئی۔ تب ہی اس کا سیل بجا۔ شہریار انکل کا نام جگمگا رہا تھا۔
"کیسا ہے میرا شیر۔ میری بیٹی زیادہ تنگ تو نہیں کر رہی؟" انہوں نے چھوٹتے ہی پوچھا تھا۔
"نہیں نہیں انکل۔ ڈونٹ وری۔ زیادہ تنگ نہیں کر رہی۔" اس نے بمشکل مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ "بلکہ بہت زیادہ تنگ کر رہی ہے۔" موبائل اور لبوں کے درمیان فاصلہ بڑھا کر دل کا بوجھ ہلکا کیا گیا۔
"ویسے تو بہت سمجھ دار ہے۔ بس کبھی میں نے اس کو کوئی کام نہیں کرنے دیا تو تب ہی۔ تم لیلیٰ آپا کے ساتھ مل کر اسے توجہ سے سکھاؤ میں تمہیں گارنٹی دیتا ہوں۔ لیلیٰ آپا سے بھی زیادہ قابل ہو جائے گی گھرداری میں۔"
"میں اسے کیا سکھاؤں گا انکل؟ میں تو خود اس سے بہت کچھ سیکھ رہا ہوں۔ لگتا ہے میں نے پلے گروپ

میں ایڈمیشن لیا ہے۔" بے بس لہجے میں کہتے ہوئے عافین بہروز نے ہمیشہ کی طرح ایک ہاتھ سائیڈ پاکٹ میں ڈال لیا تھا۔ عینا آگے بڑھ گئی تھی۔ اور وہ بس اسے ادھر سے ادھر بھاگتا دیکھ کر کھڑا رہنے کے لیے کوئی سہارا ڈھونڈنے لگا۔
"ہاہاہا۔" ان کا قہقہہ عافین کے کان کے پردے پھاڑنے ہی لگا تھا کہ اس نے سیل کانوں سے دور کر لیا۔
"بہت اچھا مذاق کرتے ہو یار۔ میری بیٹی بے حد خوش رہے گی۔ جیتے رہو۔" انہوں نے دعا دی اور کال ختم کر دی۔ وہ دور خوشی سے جھومتی عینا کو دیکھنے لگا۔

☼ ☼ ☼

عافین نے ضروری سودا سلف لینا تھا۔ اس نے عینا کو بھی شام میں تیار رہنے کا کہا تھا۔ اس نے ماریہ کی دی ہوئی ایک بلیک شرٹ نکالی' جس کے گلے اور دامن پہ پتلی سی پٹی کی شکل میں سفید نگ جگمگا رہے تھے۔ یہ شرٹ دن کی روشنی میں بھی بے حد جھلملا رہی تھی۔ رات کی روشنی میں مزید خوب صورت لگتی۔
"شاید میں آج روشنیوں کی جھیل الاسکا پہ بھی چلی جاؤں۔" اس نے کچھ سوچتے ہوئے وہی شرٹ نکال لی۔ ساتھ میں ہمیشہ کی طرح وہی میرون کلر کا اسکارف بھی رکھ دیا۔ جو وہ ہمیشہ اب باہر نکلتے وقت لینے لگی تھی۔
"میں آ رہی ہوں الاسکا کے دیوتا۔" وہ زیر لب گنگناتے ہوئے تیار ہوتی رہی۔ اس نے اپنے سنہری بال کھلے چھوڑے تھے۔ ویسے بھی اسکارف خود بخود بال سمیٹ لیتا تھا۔ اس نے لبوں پہ لپ اسٹک کا ہلکا سا ٹچ دیا اور بلیک اسٹریپ والی نازک سی چپل پہن کر باہر نکل آئی۔ سامنے ہی ٹیبل پہ بیٹھے چائے پیتے عافین نے حیرت سے اس کے اس نئے روپ کو دیکھا تھا۔
"ویسے عافین بیٹا۔ ایک بات تو ماننی پڑے گی۔ تمہارا نصیب خوب صورت بہت ہے۔" بابا نے اسے یوں یک ٹک عینا کو گھورتے دیکھا تو دھیرے سے

https://reading.caretofun.net/

سرگوشی کی۔ وہ مسکرا دیا۔

"پھپھو۔ دیکھیں ٹھیک لگ رہی ہوں میں؟" ہر بات پہ وہ پھپھو سے ضرور رائے لیتی۔ پھپھو نے اس کی آواز پہ مڑ کر ایک نظر اسے دیکھا تھا۔ اور پھر پوری کی پوری پلٹ آئیں۔

"تم باہر اتنا شوخ ڈریس پہن کر جاؤ گی؟" نہ جانے کیوں وہ کبھی خوش نہیں ہوتی تھیں۔ عافین نے ایک پل میں عینا کا چہرہ اترتا دیکھا تھا۔

"اوکے آنٹی! میں بدل لیتی ہوں۔" عینا نے بحث کرنا بھی چھوڑ دیا تھا۔

"نہیں عینا! ٹھیک ہے۔ دیر ہو جائے گی۔ چلو۔" وہ فوراً" اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"کیوں دیر ہو جائے گی۔ تم کیا کسی میٹنگ میں جا رہے ہو۔ جاؤ عینا کپڑے بدلو۔" انہوں نے صاف منع کر دیا۔

"جی امی! میٹنگ ہی ہے۔ تب ہی تو اتنی جلدی کر رہا ہوں۔ آپ جانتی ہیں میرے لیے وقت کتنا قیمتی ہے۔" جواب دے کر وہ مزید سننے کے لیے رکا نہیں تھا۔ تیزی سے باہر نکل گیا۔

"اچھا جاؤ۔" ناچار ان کو بھی اجازت دینی پڑی۔ وہ مرے مرے قدموں سے باہر نکل آئی۔ سارا جوش جھاگ کی طرح بیٹھ چکا تھا۔ عافی اس کے لیے فرنٹ ڈور کھولے کھڑا تھا۔ عینا کی اداسی اس نے بھی صاف محسوس کی۔ عینا کے بیٹھتے ہی وہ بھی آ کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"برف دیکھنے چلو گی؟" اس موڈ میں وہ اسے بالکل بھی اچھی نہیں لگ رہی تھی۔

"نہیں! بس شاپنگ کر کے جلدی واپس لوٹیں گے۔" وہ واقعی اداس تھی۔

"سوچ لو! امریکہ کی برف دیکھنے کا چانس پھر ملے نہ ملے۔" اس نے گاڑی اسٹارٹ کی۔"

"اس موسم میں برف کہاں؟" وہ منہ بنا گئی۔

"جناب اپریل کے اوائل تک یہاں برف پڑتی رہتی ہے۔ جو پھر کتنے ہی عرصے تک سیاحوں کو لطف اندوز کرتی ہے۔ اس بار تو اس برف باری کا سلسلہ اپریل کے آخر تک رہا ہے۔" عافین نے موڑ مڑتے ہوئے لمبی سیدھی سڑک پہ گاڑی ڈالتے ہوئے کہا۔

"رئیلی؟ تب تو میں ضرور جاؤں گی۔" وہ جلدی سے سیدھی ہو کے بیٹھ گئی اور موبائل جو اسے عافین نے ہی دیا تھا۔ نکال کر تصویریں لینے لگی۔ عافین کو یک گونہ سکون ملا اسے یوں دوبارہ خوش دیکھ کر۔ صرف بیس منٹ کی رش ڈرائیونگ کے بعد ہی وہ لوگ اس علاقے میں پہنچے جہاں ہلکی ہلکی جمی برف ٹھیک ٹھاک ٹھنڈک پیدا کر رہی تھی۔ درخت سبز تھے اور سڑک کے دونوں طرف جمی برف میں سے سر نکالے کھڑے ننھے منے پودے پھولوں کا لباس پہن چکے تھے۔

"یہ ہے یہاں کا سب سے مقبول تفریحی علاقہ باؤنڈری واٹرز (Boundary waters)۔ کینیڈا کی سرحد کے بالکل ساتھ واقع ہے۔ اس نے ایک جگہ گاڑی روک دی تھی۔ عینا نے دیکھا مختلف جگہوں پہ بکھری فیملیز اور کہیں کہیں نوجوان لڑکے لڑکیوں کے گروپ مزے کرنے میں مصروف تھے۔ کوئی کھیل رہا تھا۔ کوئی فشنگ کر رہا تھا۔ تو کوئی اسکیٹنگ۔

"وہ سامنے جو جو لوگ اسکیٹنگ کر رہے ہیں۔ وہ دراصل منجمد جھیل ہے۔" عافین نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں اور اگر وہ اس میں گر گئے تو۔" اسے ڈر محسوس ہوا۔

"نہیں یار! کبھی ایسا ہوتا تو نہیں۔ پھر بھی یہاں سارا انتظام ہوتا ہے۔ ویلفیئر میں یہ لوگ بہت آگے ہیں۔" وہ مسکرایا۔ تب ہی ان کے بے حد قریب کتے بھونکے تھے۔ عینا ڈر کر فوراً" عافین کے پیچھے چھپ گئی۔

"رائیڈ؟" وہ تین چار بڑے بڑے لمبے بالوں والے کتے تھے۔ ان کے خونخوار دانت جھلک دکھلا رہے تھے۔ زبان مسلسل منہ سے باہر تھی اور وہ بری طرح ہانپ رہے تھے۔ ان سے جڑی سیلج کے سامنے حصے پہ کھڑا وہ آدمی ان سے مخاطب تھا۔

"یس۔" عافین نے اسے جواب دیا۔

"آؤ عینا۔" اس نے اپنا ہاتھ عینا کی طرف بڑھایا۔ جو مزید پیچھے ہو گئی۔

"کم آن یار۔ میں ہوں نا۔" عافین کی مسکراہٹ پہ وہ حوصلہ کرتے ہوئے دھیرے سے اس سیلج پہ چڑھ گئی۔

"Let's go" اس آدمی نے ہاتھ میں پکڑی چابک چلائی اور کتے دوڑنے لگے۔ سیلج برف پہ پھسلنے لگی۔ رفتہ رفتہ رفتار بڑھنے لگی تھی۔ وہ اونچائی کی طرف جا رہے تھے۔ عینا نے تیز ہوا سے اڑتے سکارف کو سختی سے جکڑ لیا۔ اس کی آنکھیں بند ہونے لگتیں مگر وہ زبردستی کھول کر ادھر ادھر اڑتی مٹی کے غبار کی مانند روئی کو دیکھتی۔ سرسبز درخت اور سفید روئی۔ کہیں کہیں بالکل شفاف پانیوں کی جھیل تو کہیں آدھی برف سے ڈھکی نیلگوں جھیلیں۔

"یہ سب کتنا خوب صورت ہے۔" وہ بے اختیار ہی بولی۔

"محبت کی طرح نا۔" وہ نہ جانے کب سے اس کے چہرے کے رنگ اپنی آنکھوں میں جذب کر رہا تھا۔

"شاید۔" وہ ویسے ہی کھوئے کھوئے لہجے میں بولی۔

"یقیناً"۔" عافین نے دور گھنے درختوں کے نیچے دوڑتے قہقہے لگاتے لڑکے لڑکیوں کے گروپ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"بالکل محبت کی طرح فاتح دل' بس محبوب کے لیے دھڑکنا سکھا دینے والی۔ شکست شوق کہ نظر بھرتی ہی نہیں۔

وصل کی طرح کہ تو نہ ہو تو بھی آس پاس ہو۔" وہ بولتا گیا۔ نظریں مسلسل عینا کے چہرے کا طواف کرتی رہیں۔

"محبت تو دیوتاؤں کے چرنوں میں رہتی ہے۔" عینا نے جھک کر برف اچک لی۔

"دیوتا تو بناتی ہی محبت ہے۔" وہ کبھی کسی سے نہ ہارا تھا۔ اتنے اہم موڑ پہ اس کا ہار جانا پھر کیسے بنتا تھا۔

"پریم کی دیوی تو ان کی داسی ہوتی ہے۔" عینا نے کھوئی کھوئی آنکھوں سے اس کی آنکھوں میں جھانکا۔

"لیکن ہمیشہ اپنی وفا سے ان دیوتاؤں کو غلام بنایا ہے اس نے۔" وہ بھی اس کی آنکھوں میں اپنا عکس تلاشتے ہوئے بولا۔ بایاں ہاتھ سائیڈ پاکٹ میں ڈالے چہرے پہ مسکراہٹ سجائی۔ سیلج کے آگے بڑھتے اور تمام نظاروں کے پیچھے بھاگنے والے اس لمحے میں' برف کی زمین پہ نہ جانے کیوں وہ اسے کسی دیوتا کی طرح ہی لگا تھا۔

"آپ میں دیوتاؤں کی شباہت ہے۔ بلکہ آپ باتیں بھی ویسی ہی کرتے ہیں۔" عینا نے ہاتھ میں پکڑی برف اڑائی۔

"میں نے کہا تھا نا ابھی۔" وہ بولا تو مسکراہٹ مزید گہری ہو گئی اور اس کے بائیں گال کا ڈمپل بھی۔

"کیا؟" سیاہ آنکھوں میں سوال در آیا۔

"یہی کہ محبت دیوتا بنا دیتی ہے۔ اور تم نے اس کی تصدیق بھی کر دی ہے۔" سیلج والا آدمی واپسی کے لیے کتے موڑ چکا تھا۔

"اس کا مطلب' آپ کو بھی محبت ہو گئی ہے۔" وہ چونکی۔

"نہیں۔ ابھی تو مجھے اس کی پہلی عنایت دان ہوئی ہے۔" نہ جانے کیوں وہ عینا کو کچھ اداس سا لگا۔

"اداسی۔" اس نے تکہ لگایا۔

"چلو چلتے ہیں عینا۔ دیر ہو گئی۔ مارکیٹ بھی چلنا ہے۔" سیلج رک چکی تھی۔ وہ اس شخص کو کرایہ ادا کر کے گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔ عینا نے خاموشی سے اس کی تقلید کی تھی۔

☼ ☼ ☼

اور پھر واقعی وہ شام اس کی زندگی کی حسین ترین شام بن گئی تھی۔ رولر کوسٹر پہ بیٹھ کر اسے لگا جیسے وہ موت کے پروں پہ سوار ہو۔ ایک دم سے اوپر سے نیچے آنا اور پھر نیچے سے اوپر جانا' کس قدر جان لیوا' لیکن بے حد مسرور سا احساس دے جاتا۔ نیچے جاتے ہی اندھیروں کا سفر تو اوپر آتے ہی دور دور تک پھیلی

https://reading.caretofun.net/

CS CamScanner

روشنیاں اور قریبی جھیلوں میں ان جگمگاتی روشنیوں کے عکس 'سب کچھ جادوئی سا تھا۔ کیوں تھا یہ وہ نہیں سمجھ پا رہی تھی۔ وہ تکمیل طور پہ مضبوطی سے سیفٹی بیلٹ سے جکڑی ہوئی تھی۔ مگر اس کے باوجود بھی اس نے مضبوطی سے عافین کا ہاتھ تھاما ہوا تھا۔ وہ پھر اوپر کی طرف بڑھ رہے تھے۔

"کوئی وش مانگو۔" عافین اس کے قریب ہو کر چلایا تھا۔

"کاش کہ الاسکا کی روشنیوں میں کوئی لیالو جیسا مجھے خود اپنانے کو تیار ہو جائے۔" وہ فوراً" چلائی تھی۔

"عانی! آپ کی باری۔" اس نے عافین کو دیکھا۔ وہ بول اٹھا۔

"فرشتے افضل ہیں کہ انہیں عبادت دی گئی۔ انسان افضل ہیں کہ عبادت کے ساتھ ساتھ انہیں محبت بھی عطا کی گئی۔" وہ گنگنایا تھا۔ اس کی آواز 'عینا حیرت سے اسے دیکھے گئی۔

"اے کاش کہ محبت مجھے دیوتا بنا دے۔ ناقابل شکست 'ناقابل مرگ۔" اس نے بھی دعا مانگی۔ عینا مسکرادی تھی۔ وہاں سے وہ اسے ایک کلب میں لے آیا تھا۔

"آپ نائٹ کلب میں جاتے ہیں؟" وہ واقعی ششدر تھی۔

"چند دوستوں سے ملنا ہے۔ ڈونٹ وری اچھے لوگ ہیں سب۔ کپلز ہی آتے ہیں اکثر یہاں۔" اس نے اس کی تسلی کرائی۔

"مگر۔" وہ مطمئن نہ ہوئی۔

"میں نے کہا نہ صرف میٹنگ یا دوستوں کے ساتھ آیا ہوں۔ ورنہ یہاں کپلز ہی آتے ہیں۔ بہترین کھانے اور ڈانس سے لطف اندوز ہونے۔" اس نے قدرے سائیڈ والی ٹیبل منتخب کر کے اسے وہاں بٹھا دیا اور خود دوستوں کی طرف بڑھ گیا۔ کچھ دیر میں ہی ویٹر اس کے سامنے اورنج جوس رکھ کر چلا گیا۔ اس نے تیزی سے گلاس اچک لیا۔ تقریباً" آدھے گھنٹے بعد عافین کی واپسی ہوئی۔

"ہے 'ڈانس کرو گے میرے ساتھ؟" ایک لڑکی نے راستے میں اسے روکا۔

"سوری۔ مجھے ڈانس نہیں آتا۔" اس نے شستہ انگلش میں آرام سے منع کر دیا۔

"آپ کو ڈانس نہیں آتا؟" وہ بیٹھا تو حیرت بھرا سوال آیا۔

"تم تو یوں کہہ رہی ہو۔ جیسے تمہیں بہت آتا ہو۔" وہ ہنسا اور جوس کا گلاس اٹھا لیا۔

"ہاں 'مجھے تو بہت زبردست آتا ہے۔ میں تو روز پریکٹس کرتی ہوں۔" عافین کو اچھو لگ گیا۔

"مجھے تو حیرت ہو رہی ہے کہ آپ کو امریکہ میں رہتے ہوئے ڈانس نہیں آتا۔" وہ شریر ہوئی یوں جیسے اس کا مذاق اڑا رہی ہو۔ وہ فوراً" جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ عینا نے اسے اسی لڑکی کے پاس جاتے دیکھا تھا۔ جو ابھی کچھ دیر پہلے اسے آفر کر چکی تھی۔ اس نے اتنی دور سے بھی اس کی سبز آنکھوں میں تیرتی حیرت واضح دیکھ لی تھی اس نے مسکراتے ہوئے اپنا ہاتھ عافین کے ہاتھ میں دے دیا تھا۔ عافین نے ایک نظر عینا پہ ڈالی جو اس لڑکی کا ہاتھ تھام لینے پہ نہ جانے کیوں سلگ اٹھی تھی۔ اور پھر تیزی سے اس لڑکی کو اسی ایک ہاتھ پہ گھماتے فلور پر لے گیا۔ نہ جانے اس کی تیزی اور شخصیت میں کیا بات تھی کہ سب تھرکتے بدن اچانک ہی رک گئے تھے۔ وہ سب کی توجہ کا مرکز بن چکا تھا۔ عینا بے بسی سے اسے دیکھے گئی۔

وہ ناچتے ہوئے کتنا پیارا لگ رہا تھا۔ عینا اسے یک ٹک دیکھے گئی۔ اس نے صاف محسوس کیا۔ کہ اس قدر نفاست سے اور احتیاط سے ڈانس کرنے کے باوجود اس کی تمام تر توجہ عینا کی طرف ہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں غصہ تھا یا خفگی۔ وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ کیوں؟...

اب بائیں ہاتھ سے اس کا ہاتھ تھامے وہ اسے ادھر ادھر گھما رہا تھا۔ اور پھر اچانک ہی عافین نے اسے زور سے جھٹکا دے کر چھوڑ دیا تھا۔ وہ جھولتی جھولتی کافی دور جا کر رکی تھی۔ ہال ایک مرتبہ پھر ستائشی جملوں اور

تالیوں سے گونج اٹھا تھا۔ لڑکی اب خوش ہو کر دوبارہ اس کے قریب ہونے کی کوشش کر رہی تھی۔ وہ شاید سب لوگوں کو یہ امپریشن دینا چاہ رہی تھی کہ عافین اسی کے ساتھ ہے۔ عینا سلگ کے رہ گئی۔ عافین کا اجتناب اگرچہ واضح تھا۔

"یو آر امیزنگ بوائے۔" وہ برطانوی اولڈ کپل تھا۔ جو اب اس کی طرف آتے عافین کا راستہ روکے کھڑا تھا۔

like the minne sota Prince"

Just (بالکل منی سوٹا کے شہزادے ہو تم)" اس جوڑے نے اسے بے حد سراہا تھا اور عینا بس ایک لفظ میں کھو گئی تھی۔ منی سوٹا کا شہزادہ۔

وہ ان کا شکریہ ادا کرتا عینا کے قریب آیا۔ وہ فوراً" اٹھ کھڑی ہوئی۔

"گھر چلیں۔" اس نے جیسے حکم دیا۔

"کیوں اتنی جلدی؟" وہ خوش تھا کہ اسے چڑانے میں کامیاب رہا تھا۔

"میری مرضی۔" وہ تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ وہ بھاگ کر اس کے ہم قدم ہوا تھا۔

"ارے اتنا غصہ کیوں؟" اس نے جان بوجھ کر حیران ہونے کی ایکٹنگ کی۔

"غصہ کیوں۔ ابھی آپ یہ مجھ سے پوچھ رہے ہیں؟" وہ باہر روشنیوں بھرے لان پہنچ چکے تھے۔

"ہاں 'کیونکہ اچھا بھلا موڈ تھا تمہارا جب میں تمہیں چھوڑ کر ڈانس کرنے گیا۔" وہ رخ پھیر کر شرارتی مسکراہٹ چھپا گیا۔

"ڈانس کرنے گئے کیوں؟ وہ بھی اس چڑیل کے ساتھ۔" وہ واقعی سخت خفا تھی۔

"حیرت ہے۔ تم بھی تو کرتی ہو نا ڈانس۔ تمہیں بھی آتا ہے تو میں کیوں نہ کروں؟" وہ اب اپنا غصہ ظاہر کرنے لگا تھا۔

"کیا مطلب ہے آپ کا؟" وہ پوری کی پوری ایک ایڑی پہ گھومی تھی۔

"میرا کیا مطلب؟ تم نے خود ہی کہا تھا کہ تمہیں تو آتا ہے یہ ڈانس۔" وہ اسی کے لہجے میں بولا۔

"جی نہیں 'مجھے واقعی آتا ہے مگر میں نے ہمیشہ اکیلے میں پریکٹس کی ہے۔ موویز دیکھ دیکھ کے۔ آپ نے ایسا سوچ بھی کیسے لیا؟" اس کی پلکیں بھیگنے لگیں۔ وہ تیزی سے بھاگ کر اس طرف بڑھ گئی جہاں گاڑی پارک تھی۔

وہ کچھ حیران سا سائیڈ پاکٹ میں ہاتھ ڈال کر سامان لینے چل دیا۔

☼ ☼ ☼

"عینا! ادھر آؤ۔" کھانا بنا کر وہ بمشکل ذرا ستانے لیٹی تھی کہ پھپھو کی تیز آواز پہ فوراً" کچن میں پہنچی۔

"جی پھپھو؟" اس نے آتے ہی پوچھا۔

"کتنی مرتبہ سمجھایا ہے تمہیں لڑکی کہ کھانا بناتے وقت اتنا گند نہ کیا کرو اور اگر کر بھی لیا کرو تو فوراً" صاف کر دیا کرو۔" وہ پھر غصے میں تھیں۔

"کیا ہر وقت ہاتھ دھو کر بچی کے پیچھے پڑی رہتی ہو۔" انکل سرور بروقت آئے تھے۔

"بچی۔ یہ بچی ہے ابھی؟" اور عینا کو اپنا آپ واقعی آنٹی لگنے لگا تھا۔

"اس کی عمر میں میرا عافین دس سال کا تھا۔" اسے چکر آیا۔

"وہ دور اور تھا پھپھو! آج کل تو پہلے پڑھائی 'پھر اچھی جاب ـــ" اس نے باپ کا سکھایا پہاڑہ دہرانا شروع ہی کیا تھا کہ انہوں نے ہاتھ اٹھا کر مزید بولنے سے منع کر دیا۔

"تربیت بھی کوئی چیز ہوتی ہے بیٹا۔ مجھے دیکھو 'کس طرح اپنے بچوں کی تربیت کی ہے۔ لیکن ایک تمہارا باپ اور تمہاری وہ مرحومہ نکھٹو ماں 'ارے ایک بیٹی کیا پیدا کر لی جیسے مصر کی شہزادی کو جنم دے دیا۔ میں تو بچی تھی۔ تب ہی اپنی ذمہ داریوں کو سمجھ گئی تھی۔" اتنی میں 'میں کے دوران وہ دیکھ بھی نہ پائیں ان کی بھتیجی کی پلکوں کے بند توڑتے آنسو اس کے گالوں پہ بہنے لگے تھے۔

"کتنی بار کہا ہے لیلیٰ! ہر وقت میں کو یاد نہ رکھا کرو۔

https://reading.caretofun.net/

ورنہ ایک دن تمہاری یہ "میں" تمہیں تنہا کر دے گی۔" انکل فوراً" عینا کی طرف آئے تھے۔

"ہاں ہاں، بھئی کرو سب اس ناکارہ کی طرف داری۔ ارے میں، میں کرتی ہوں تو اس قابل بنایا ہے خود کو۔ مکمل ثابت کیا ہے خود کو۔ کوئی ایک خامی تو بتا دو مجھے۔ گھر بار سب کس قدر سلیقے سے چلایا۔"

"اچھا بس۔ صرف گھر بار سلیقے سے چلانا کچھ نہیں ہوتا۔ رشتوں کو محبت اور توجہ دینی ہوتی ہے۔ سب کو اچھی تربیت دے دی۔ مانتا ہوں کہ واقعی تم ان چیزوں سے مکمل ہو۔ مگر کبھی تم نے یہ بھی سوچا کہ اس پرفیکشن کے جنون میں تم کتنی اکیلی رہ گئی ہو۔" انہوں نے عینا کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"کچھ بھی کہہ لیں، مگر میرا فیصلہ بالکل واضح ہے کہ یہ لڑکی میری بہو بننے کے بالکل بھی قابل نہیں، خدا کی پناہ جو ایک بھی ڈھنگ کا کام کرے۔" وہ تلخ لہجے میں کہہ کر باہر نکل گئیں۔ عینا ان کے لفظوں کو سوچتی رہ گئی۔

"سوری بیٹا۔" وہ مدھم آواز میں بولے۔

"اٹس اوکے انکل۔" وہ آنسو بہاتی اپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔

☆ ☆ ☆

"یہ لڑکی بالکل بھی میری بہو بننے کے قابل نہیں ہے۔" نہ جانے کیا تھا ان لفظوں میں، بار بار اس کے کان کے پردے چیرتے اس کی روح تک کو گھائل کر جاتے۔ چلتے چلتے اس کے پاؤں شل ہونے لگے تھے۔

"بابا سچ کہتے تھے۔ جلد یا دیر سے ہمیں پریکٹیکل ہو کر سوچنا ہی پڑتا ہے۔" وہ عصر کے وقت گھر سے نکلی تھی۔ اب شام اپنے پر پھیلانے لگی تھی۔

"مجھے تو سگی پھپھو اپنانے کا نہیں سوچ سکتیں، کوئی شہزادہ مجھے کیا چاہے گا۔" یہ عجیب سے رنگوں والے درختوں کے جھنڈ تھے۔ جنہیں وہ پار کر گئی۔

"ہم لڑکیاں بھی، آنکھیں بند کیے، دنیا کی ساری حقیقتوں سے پرے بس خوابوں میں جیتی ہیں۔ دنیا چاہے کتنی ہی آگے چلی جائے۔ ہم لڑکیاں شہزادے اور ریاست سے آگے نہیں جاتیں۔ خواب پلکوں پہ مچلتے ہی رہتے ہیں۔ ایک شہزادے کا ساتھ جو ہمارے لیے اور جس کے لیے ہم معنی رکھتی ہوں اور ایک چھوٹی سی ریاست جہاں صرف ہمارا راج ہو۔"

اندھیرا بڑھنے لگا تھا۔ یہ کسی آبادی کی شروعات تھی، سڑک کے دونوں کناروں پہ لگے بلب روشن ہو چکے تھے۔ کہیں کہیں درختوں کے نیچے بینچ بھی پڑے تھے۔

اس کی ٹانگوں میں درد ہونے لگا تھا۔ سامنے چاکلیٹ شاپ تھی، وہ اس کے سامنے رکھے بینچ پہ بیٹھ گئی۔ آنکھوں سے آنسو جھڑی کی صورت رواں تھے۔

☆ ☆ ☆

عینا اس دن کے بعد سے کافی ناراض رہی تھی۔ اور عافین جانتا تھا کہ کس طرح اس کا موڈ بحال کیا جا سکتا تھا۔ تب ہی آج وہ شام سے پہلے ہی گھر لوٹ آیا تھا۔ اسے ہر حال میں الاسکا کی روشنیاں جلتے ہی عینا کو وہاں لے کر جانا تھا۔

گھر آ کر وہ فریش ہوا۔ خود چائے بنا کر پی اور باہر لاؤنج میں آ گیا۔ آج پہلی مرتبہ اس کا گھر آتے ہی عینا سے سامنا نہ ہوا تھا۔

"بابا۔" اس نے بہروز کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا۔

"آ جاؤ عافی۔" وہ مسکراتے ہوئے اندر آیا تھا۔

"مجھے امید تھی کہ آپ گھر پہ ہی ہوں گے۔" وہ ان کی اسٹڈی ٹیبل کے قریب رکھی ریوالونگ چیئر پہ بیٹھ گیا۔

"شاید نہ ہوتا۔ مجھے آج ایک ضروری میٹنگ کے سلسلے میں جانا تھا۔ لیکن آپ کی امی نے سب گڑبڑ کر دی۔" وہ خفا تھے۔ ان کا لہجہ بتا رہا تھا۔

"اوہ۔ لگتا ہے امی نے پھر اپنی تعریفیں کر کے آپ کو ڈی گریڈ کیا ہے؟" وہ ان کی طبیعت سے اچھی طرح

واقف تھا۔

"افسوس کہ اس بار مجھے نہیں۔" وہ ذرا سے پیچھے کو ہوئے۔

"تو۔" وہ نا سمجھی سے بولا "عینا!" فوراً" ہی اسے خیال آیا تھا۔

"اس نے آج بے حد انسلٹ کر دی بچی کی۔ تب ہی مجھے اس کی دلجوئی کے لیے رکنا پڑا۔" ان کا لہجہ تاسف سے پر تھا۔

"اوہ تب ہی وہ آج میرے بھی سامنے نہیں آئی۔ مطلب کمرے میں بند ہے۔" وہ پریشان ہوا تھا۔

"میں دیکھتا ہوں اسے۔" وہ فوراً" مڑا تھا۔

"ہاں ضرور کیوں کہ یہ تمہاری ذمہ داری ہے۔" ان کا لہجہ صاف تھا۔ عافین باہر نکل گیا۔

☆ ☆ ☆

شام کے سائے گہرے ہونے لگے تھے۔ اس طرف زیادہ آبادی نہ تھی۔ نسبتاً" ویران علاقہ تھا۔ تب ہی اس کی آنکھوں سے مسلسل بہتے آنسوؤں نے کسی کو اپنی طرف متوجہ نہیں کیا تھا۔ سفید بنچ پہ بلیک اوور کوٹ میں ملبوس وہ اس وقت اس نسبتاً" ٹھنڈی رات کا ہی حصہ لگ رہی تھی، نظریں دور کسی بلب کی جلتی بجھتی روشنی پہ جمی تھیں۔

"وہ میری ہے۔ صبح ازل سے اسے میرا کر دیا گیا، مگر پتا ہے مسئلہ کیا ہے؟ مسئلہ یہ ہے کہ وہ ابھی تک اس بات سے انجان ہے۔" عافین کی گمبھیر آواز نے اس کی دھڑکنیں اتھل پتھل کر دی تھیں۔ اس نے جھلملاتی آنکھوں سے ادھر ادھر دیکھا تھا۔ مگر سڑک ویران تھی۔ اس نے پیچھے چاکلیٹ شاپ کی گلاس ونڈو سے جھانکا۔ وہاں صرف سیلز مین بیٹھا اونگھ رہا تھا۔ وہی آواز دوبارہ آنے لگی تھی۔ اس بار اس نے پوری توجہ سے آواز سنی تھی اور "اور پھر فوراً" سمجھتے ہوئے جلدی سے اوور کوٹ کی جیب سے موبائل نکال لیا تھا۔ جو اسے عافین نے ہی دیا تھا۔ اور جس کو ابھی تک اس نے صرف کال ملانے (Out going) کے لیے ہی استعمال کیا تھا۔ تبھی شاید عافین کی انگلش میں کہی گئی یہ نظم وہ پہلی مرتبہ سن پا رہی تھی، فون خاموش ہو چکا تھا۔ وہ یونہی آنسو بہاتی اسکرین کو تکتی رہی۔ جس کی کالی چمکدار سطح میں سٹریٹ لائٹ جھلملا رہی تھی۔

"وہ میری ہے۔" فون دوبارہ جی اٹھا۔ اس بار اس نے قطعی دیر نہ کی تھی، عیشا آپی کی طرف سے آنے والی ویڈیو کال اس نے فوراً" اوکے کر دی تھی۔

"کیسی ہو عینا۔" اس کا چہرہ نظر آتے ہی عیشا آپی چہکی تھیں۔ اور وہ مزید منہ بسور کر رونے لگی تھی۔

"عینا کیا ہوا؟" عیشا پریشان ہو گئی اور تبھی اس نے عیشا کے پیچھے دو اور پریشان چہروں کو ابھرتے دیکھا تھا۔ بابا اور دادی اور وہ مزید رونے لگ گئی۔ شہریار خان نے فوراً" عیشا سے سیل جھپٹ لیا تھا۔

"عینا کیا ہوا؟" وہ بے طرح پریشان تھے۔

"آر یو او کے؟" اسے اس طرح روتے دیکھ کر ایک گارڈ نما آدمی بھی اس کی طرف آیا تھا۔ آواز اس قدر اونچی تھی کہ بابا بھی صاف سن سکتے تھے۔

"یہ کون ہے؟" نامانوس اجنبی آواز ان کو مزید ہراساں کر گئی۔

"یہ ٹائم باہر گھومنے کا نہیں، اس وقت جنگلی درندے بھی ادھر کا رخ کر لیتے ہیں۔ آپ پلیز گھر جائیں۔" وہ انگلش میں بتا رہا تھا۔

"عینا! تم اس وقت باہر ہو، وہ بھی اکیلی؟" ان کا دل جیسے بند ہونے لگا تھا۔

"ڈونٹ وری۔ میں ابھی گھر جاتی ہوں کچھ دیر میں۔" اس نے پہلے اس آدمی کو جواب دیا۔ وہ سر ہلا کر دور چلا گیا۔

"بابا۔" اس کی پلکیں پھر بھیگنے لگیں۔

"عینا! کیا ہوا ہے؟ پلیز مجھے بتاؤ۔" انہوں نے بری طرح اپنا سینہ مسلا تھا۔

☆ ☆ ☆

عینا کمرے میں نہیں تھی۔ اس نے آس پاس کے دو تین مسلم گھرانوں میں پتا کیا جہاں ان کا آنا جانا تھا۔

https://reading.caretofun.net/

مگر انہوں نے بھی قطعی لاعلمی کا اظہار کیا تھا اور عافین بہروز کی جیسے جان پہ بن آئی تھی۔

"حد ہوتی ہے ایک بات کی امی۔" "لیلیٰ بی بی کے گھر آتے ہی وہ خود پہ کنٹرول نہ رکھ پایا۔ لیکن آگے سے ان کی لاپروائی اسے مزید چڑا گئی تھی۔

"میں نے بھی بس یہی بات ہی کی تھی کہ حد ہوتی ہے لاپروائی اور کاہلی کی۔" "وہ یوں آرام سے اپنے کام میں مصروف تھیں جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

"امی آپ کو مسئلہ کیا ہے؟" وہ بے بس ہوا تھا۔

"میرا مسئلہ بہت سادہ ہے۔ جس طرح میں اور میری بیٹیاں مکمل ہیں۔ میری بہو بھی ویسی ہی مکمل ہو۔" انہوں نے فرائی پین میں تیل کی تہہ لگاتے ہوئے کہا۔

"چلیں بہو نہ سہی۔ وہ آپ کی سگی بھتیجی ہے۔ پھر مہمان ہے' صرف اتنا لحاظ کر لیتیں آپ۔" نہ جانے کیوں اس کا دل ڈوبا جا رہا تھا۔ رات ہونے لگی تھی۔ نہ جانے عینا کہاں تھی۔ اس کا فون بھی بزی جا رہا تھا۔

"مجھ سے ایسے کاہل لوگوں کے ناز نخرے نہیں اٹھائے جاتے۔ تم اور تمہارے باپ کو ہی یہ تپ چڑھا ہوا ہے۔ میں تو بچی تھی جب شادی ہوئی تھی۔ پھر بھی میں نے کس قدر سلیقے سے سب کو سنبھال لیا۔" وہ اب سبزیاں فرائی کر رہی تھیں۔

"کچھ خدا کا خوف کرو لیلیٰ۔ اس "میں" سے باہر نکلو۔ مکمل صرف اللہ کی ذات ہے۔ رشتے تو دور ہو ہی جائیں گے۔ خدا کو بھی ناراض کر دو گی۔" بہروز نے پہلی بار اس گفتگو میں حصہ لیا۔

"میں کچھ ہوں تب ہی اتنے فخر سے کہتی ہوں' میری پوری لائف' میری بچیاں' کامیاب زندگی' کیا چیز ہے جو میں نہیں کر سکتی۔" انہوں نے غصے میں کہتے ہوئے برنر آف کیا تھا۔

"ہر چیز مانتا ہوں' مگر کیا تم نے کبھی یہ بھی غور کیا ہے کہ تم اس سب کے باوجود کس قدر اکیلی ہو۔" بہروز ان کے قریب آتے ہوئے بولے۔

"اماں جی تم سے بات کریں۔ تم ترس جاتی ہو۔ میں دوسرے شہر میں زیادہ خوش رہتا ہوں کہ نہ مجھ سے کوئی غلطی ہو گی نہ تمہارا "مکان" گندا ہو گا۔" انہوں نے "مکان" کے لفظ پہ زور دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارا بیٹا' یہ شہزادہ۔" انہوں نے مسلسل موبائل پہ کسی کا نمبر ڈائل کرتے عافین کی طرف اشارہ کیا۔

"اسی شہر میں رہتے ہوئے دوستوں کو ہوٹل میں دعوت دے دیتا ہے۔ گھر نہیں بلاتا کہ کہیں ان کی بھی کوئی حرکت تمہیں بری لگے اور وہ دوبارہ ان کے ساتھ رابطہ رکھنے میں بھی شرم محسوس کرے۔ تمہاری دونوں بیٹیاں سسرال کے گھر میں اس قدر پرسکون ہوئیں کہ انہیں تمہیں فون کرنا یاد ہی نہیں رہتا کہاں تک سنیں وہ تمہاری پرفیکشن اور اپنے نقائص۔"

آج وہ بولنے پہ آئے تو بولتے چلے گئے۔ اور لیلیٰ' وہ تو کچھ بولنے کے قابل ہی نہ رہی تھیں۔ کسی نے جیسے ان کے سامنے کھڑے آئینے سے پردہ کھینچ لیا تھا اور ان کا وجود بہت واضح دکھنے لگا تھا۔

"خدا کے لیے سنبھل جاؤ ورنہ کچھ بھی تمہارے پاس نہ رہے گا سوائے تمہاری "میں" کے۔" وہ چلے گئے تھے۔ عافین نے جھنجھلا کر فون جیب میں ڈال لیا تھا۔

"اس بالکل اجنبی شہر میں اس کے ساتھ کیا کچھ ہو سکتا ہے آپ سوچ بھی نہیں سکتیں امی۔" وہ پریشان سا ماں کے قریب ہوا۔

"بہو صرف گھر کے کام کرنے اپنی جان ہلکان کرنے تب مکمل عورت نہیں بنتی امی۔ بلکہ اس کی توجہ اور سب گھر والوں کی دل جوئی ایک عورت کو مکمل کرتی ہے امی! شادی کا مطلب یہ کب ہے کہ ہم کوئی زر خرید لونڈی لا رہے ہیں کہ جسے بس گھر کا کام کرنا آتا ہو۔ صفائی کرنا' کھانا پکانا' کپڑے دھونا۔ یہ سب عورت خود سیکھ جاتی ہے۔ وقت سکھا دیتا ہے۔ ذمہ داریاں سکھا دیتی ہیں اور سب سے بڑھ کر عورت کی فطرت' کبھی نہ کبھی اسے اپنے اصل کی طرف لوٹنا ہی ہوتا ہے امی تب ہی وہ مکمل ہوتی ہے۔ شادی سے پہلے ہی ان گھر کے سارے کاموں اور ذمہ داریوں کو ہی اصل مقصد جان لینا' اسے کب مکمل رہنے دیتا ہے۔ اور سچ کہوں تو آپ بھی کب مکمل ہیں۔ مکمل ہوتیں تو عینا کو سب سے پہلے آپ سمجھتیں۔ آپ کی اپنی بیٹیاں اعتماد سے اپنے مسائل اپنی ساس کی طرح آپ سے بھی شیئر کر پاتیں۔ لیکن۔" وہ ذرا دیر کو رکا۔

"یقین مانیں امی! "میں" لوگوں سے ہی نہیں اللہ سے بھی دور کر دیتی ہے۔ ایک دفعہ اس "میں" کا خول اتار دیں' سب کی خوبیاں آپ پہ اجاگر ہونے لگیں گی۔" کہہ کر وہ رکا نہیں پھر سے موبائل پہ نمبر ملاتا باہر نکل گیا۔ انہوں نے دیوار کا سہارا لیا تھا۔

☆ ☆ ☆

"عینا! بولو بیٹا پلیز۔ میرا دل پھٹ جائے گا۔" بابا مسلسل اپنا سینہ مسل رہے تھے۔

"ام نے بولا تھا۔ نہ بھیجو اس کو وہاں۔ مگر نہیں۔ اب سکھاؤ سارے کام۔" دادی رونے لگی تھیں۔ عینا کی آنکھیں مزید بھیگنے لگیں۔

"بابا' پھپھو نے بولا' میں ناکارہ ہوں۔ میری امی کی طرح بابا۔" وہ بولنے لگی تھی۔ بابا' دادی' ہما سب کی نظریں اس پہ جمی تھیں۔

"بابا! میں نے آپ کا سر جھکا دیا۔ میں نے بہت کوشش کی۔ فیس بک' ٹوئیٹر' سب سرگرمیاں چھوڑ کر بھی میں پھپھو جیسی نہ بن سکی۔ مگر بابا! میں واقعی ان کے جیسی نہیں بننا چاہتی۔ وہ سوائے خود کے اور کسی کو برداشت نہیں کر سکتیں بابا!" وہ رو رہی تھی۔

"ام نے کہا تھا نا۔ لیلیٰ ایسی ہی ہے۔ تم کو بڑا شوق تھا نہ شہری۔ اب ناچو۔" دادی نے ساتھ بیٹھے شہریار خان کے کندھے پہ غصے سے زور کی چٹکی کاٹی۔ وہ "سی" کر کے رہ گئے۔

"انہوں نے کہا بابا! میں ان کی بہو بننے کے قابل نہیں ہوں۔ تو اس کا مطلب یہی ہوا نا بابا کہ آپ کا خواب کبھی تعبیر نہ پا سکے گا۔ آپ کی شہزادی کی زندگی میں کوئی شہزادہ نہیں آنے والا ہے۔" وہ بے حد دکھی تھی۔

"میں نے آپ کو پھر ہرٹ کر دیا بابا۔ میں آپ سب کو فیس نہیں کر سکتی۔ میں چاہتی ہوں میں کھو جاؤں۔ ان دھند والے بڑے میدانوں یا برف اور پانیوں سے ڈھکے پہاڑوں میں۔ تاکہ آپ کو پھر میری وجہ سے اور کوئی شرمندگی نہ اٹھانا پڑے۔"

"عینا! تم ایسا کچھ نہیں کرو گی۔ ابھی کے ابھی عافین کے پاس جاؤ گی۔" بابا نے لہجہ سخت کیا۔

"میں ان راستوں سے انجان ہوں بابا۔ میں کھونے لگی ہوں۔ کیونکہ واقعی میں کھونا چاہتی ہوں۔" اس نے سختی سے اپنے گالوں کو رگڑ کر آنسو صاف کیے۔ دھند پھیلنے لگی تھی۔ تب ہی شاید سگنل کمزور پڑے تھے۔ کال ختم ہو گئی تھی۔ اس نے موبائل جیب میں ڈال لیا اور بینچ کی پشت سے سر ٹکا گئی۔ نظر دور اسٹریٹ لائٹ کے نیچے اونگھتے گارڈ پہ پڑی تو نہ جانے کیوں خوف سے کانپتے دل کو قرار سا آیا۔ تب ہی اس کا سیل دوبارہ بجنے لگا۔ عافین کی وہی دھیمی اور گمبھیر آواز۔

"وہ میری ہے۔" اس نے نہ جانے کیوں فوراً ہی کال پک کی تھی۔

"عینا! تم پاگل ہو۔ کہاں ہو تم۔ تم ایسا کیسے کر سکتی ہو یار' کم از کم میرے ہوتے ہوئے۔ میرا انتظار تو کر لیتیں تم۔" وہ کس قدر بے بس تھا۔ پریشان تھا وہ با آسانی سمجھ سکتی تھی۔

"نہیں عافی! میں اب کسی کو بھی پریشان یا اپنی وجہ سے شرمندہ نہیں دیکھ سکتی۔ آپ بھی تو انسان ہیں۔ کب تک میرے لوہے کی نسل کے چاول تبدیل کرتے۔ میرے ہاتھ کا بنا پیزا خود مزے لے کر کھاتے اور پھپھو اور انکل کو آرڈر ڈلیوا کھلواتے۔ اور کب تک میرے لیے گھر کی صفائی اور دھلے ہوئے کپڑے دوبارہ دھوتے۔" وہ سسکتے ہوئے بولی۔

"کمال ہے یار۔ میں کر کر کے نہیں تھکا اور تم کراکرا کر تھکنے لگیں۔ اندازے لگانے لگ گئیں۔ میں کبھی نہ تھکتا کیوں کہ مجھے پریکٹس ہے اور جب تمہیں بھی پریکٹس ہو جاتی۔ تو تم بھی کبھی نہ تھکتیں۔" وہ اسے تسلی دے رہا تھا۔

https://reading.caretofun.net/

"عافین کتنے اچھے ہیں۔" اس کے دل نے گواہی دی۔

"اچھا تم ہو کہاں؟" وہ اب اصل بات کی طرف آیا تھا۔

"میں نے کہا نا۔ میں کسی کو نہیں ملنا چاہتی۔ کھو جانا چاہتی ہوں۔" وہ رو دی تھی۔

"یار پلیز۔ جگہ بتاؤ اپنی۔ میں آج الاسکا کا پروگرام بنا کر آیا تھا۔ تم نے سب ملیا میٹ کر دیا۔" الاسکا کے نام پہ وہ چونکی۔ دل پھرنے لگا۔

"لوکیشن بتاؤ پلیز۔"

"میں نہیں جانتی۔ بس یہاں میرے پیچھے ایک چاکلیٹ کی دکان ہے اور سامنے ایک سفید چرچ ہے۔" وہ بتانے لگی۔

"یہاں تو ہر دوسری گلی میں کچھ ایسا ہی ہے۔ کچھ اسپیشل بتاؤ۔" وہ بولا۔

"اور تو کچھ بھی نہیں ہے ہاں، اسٹریٹ لائٹس بھی ہیں۔" ایک دم ہی وہ پر امید ہوئی تھی۔

"پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ۔ اور عینا سے وہ یہی امید کر سکتا تھا۔

"اچھا چاکلیٹ کی دکان کا نام بتاؤ۔" عافین نے سوچ کے پوچھا۔

"Do or Die۔" اس نے فوراً جواب دیا۔

"Yes" "تم وہیں رکنا۔ میں ابھی آیا۔" بہت ہی مطمئن مسکراہٹ اس کے لبوں پہ چمکی۔ وہ سیل بند کرنے لگا تھا کہ تب ہی دوسری طرف عینا کی ہراساں آواز سنائی دی۔ "آدم خور حبشی۔"

"واٹ۔ کیا مطلب؟" وہ چونکا۔

"عافی۔ ٹارزن کی کہانیوں والے وہ آدم خور حبشی، دیو قامت اور بے حد کالے۔" وہ بے حد خوف زدہ تھی۔ عافین نے گاڑی کی رفتار بڑھادی تھی۔

"تم ڈرنا نہیں اوکے، اور فون بند نہ کرنا۔ میں جلد سے جلد آ رہا ہوں تمہارے پاس۔" اس نے ایئر فون کان میں اڑسے اور سیل جیب میں ڈال لیا۔ وہ اب بے حد رش ڈرائیونگ کر رہا تھا۔

"اوہ واؤ۔" تب ہی اس نے کسی کی چہکتی آواز سنی تھی۔ لہجے سے وہ صاف سمجھ سکتا تھا کہ وہ حبشی تھے۔ (وہ افریقی باشندے جو بھوک افلاس سے تنگ آ کر امریکہ کے دور دراز دیہاتوں میں بنائی گئی فیکٹریوں اور کھیتوں میں بطور مزدور کام کرتے ہیں) اس نے گاڑی کی رفتار مزید بڑھادی تھی۔

"واٹ آ لولی ایوننگ اینڈ آ سویٹ کیوٹ باربی۔" (کیا شام ہے اور اتنی ہی پیاری میٹھی سی گڑیا) جس کے لہجے سے ہی خباثت ٹپک رہی تھی۔

"So its a game time" (تو یہ مزہ کرنے کا وقت ہے) پہلے والا بولا تھا۔

Yes after a very hard day" (بالکل! ایک سخت دن کے بعد)" دوسرے نے دانت نکالے تھے۔ مطلب وہ تعداد میں دو تھے۔ عافین کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ عینا خاموش بیٹھی تھی۔ وہ شاید سکتے میں ہی ہوگی۔ اس جیسی نازک سی لڑکی کے لیے وہ واقعی آدم خور حبشی بن سکتے تھے، عافین کو اچھی طرح اندازہ تھا۔ تب ہی اس نے بالکل آخری حد تک اسپیڈ بڑھادی تھی۔ پھر چاہے پتلی سڑک آئی یا پھولوں کی بیلوں سے ڈھکا کچا پل۔ وہ موت کی سی تیزی سے اڑتا چلا گیا۔

☼ ☼ ☼

وہ آدم خور حبشی اس کے قریب پہنچ چکے تھے۔ پیلے دانت دکھائے، بڑی بڑی ناک پھلاتے اس نے بابا کی بات نہ مانی تھی۔ اگر پہلے ہی وہ کسی کی مدد لے کر گھر چلی گئی ہوتی تو اس وقت اس طرح کے درندوں سے اس کا واسطہ نہ پڑتا۔ اس نے دل ہی دل میں آیات کریمہ کا ورد شروع کیا۔ وہ دونوں کسی اجنبی زبان میں بات کر رہے تھے۔ ایک بالکل اس کے قریب یوں ہاتھ پھیلائے بیٹھ گیا جیسے وہ اسی کے ساتھ تھے۔ تب ہی اس نے وہاں سے ایک پولیس کی گاڑی گزرتی دیکھی۔ جس کی رفتار بے حد دھیمی تھی۔ وہ گارڈ جو ابھی تک اونگھ رہا تھا بیدار ہو کر آگے کی طرف بڑھ گیا تھا۔ اسے

لگا یہی موقع تھا۔ غیب سے مدد آئی تھی اور اس نے پوری قوت سے چلانا چاہا۔

"Do not look at them" (ان کی طرف مت دیکھو)

ایک حبشی کی آواز پہ وہ چونکی۔ وہ شاید دوسرے ساتھی کو ہدایت دے رہا تھا۔ جو ذرا سا ہراساں ہو کر رک جانے والی پولیس کی گاڑی کو دیکھ رہا تھا اور دھیرے سے عینا کو کندھے سے لگایا تھا۔

اسی حبشی نے دانت نکال کر کھڑکی سے باہر جھانکتے اس پولیس والے کو جیسے مطمئن کرنا چاہا تھا۔ گاڑی اسٹارٹ ہوئی تھی۔ اور اس سے پہلے کہ وہ پولیس والا سر اندر کرتا۔ عینا نے پوری ہمت جمع کر کے عافین کو پکارا تھا۔ نہ جانے کیوں یہی لفظ اس کے لبوں سے نکل پایا تھا۔ اندر جاتے سر نے اس کی اس قدر تیز پکار پہ حیرت سے سر پورا باہر نکال کر دیکھا تھا، ساتھ بیٹھے حبشی نے فوراً اس کا منہ بند کرنا چاہا۔ مگر وہ چلا اٹھی تھی۔

"ہیلپ پلیز ہیلپ" کالے بھدے کھردرے ہاتھوں نے اس کے نازک لب بری طرح جکڑے تھے۔ مگر اس وقت تک دیر ہو چکی تھی۔ پولیس وین واپس پلٹی تھی۔ اور پیچھے بیٹھے دونوں سپاہی باہر جمپ لگا چکے تھے۔ دونوں سیاہ فام تیزی سے عینا کو وہیں چھوڑ کر فٹ پاتھ پہ بھاگنے لگے۔ مگر اتنی دیر میں اسٹریٹ گارڈ ان تک پہنچ چکا تھا۔ پیچھے دوڑتے چاروں پولیس مین بھی قریب آ چکے تھے۔ مجبوراً ہاتھ اوپر کرتے ہوئے ان دونوں کو رک جانا پڑا تھا۔

"آر یو اوکے؟ (آپ ٹھیک تو ہیں)" ایک ادھیڑ عمر آفیسر عینا کے قریب آیا۔ وہ سفید پڑتے چہرے کے ساتھ بس یک ٹک اسے گھورے گئی۔ تب ہی خاموش ماحول میں کسی گاڑی کے ٹائر چرچرائے تھے۔ سب نے چونک کر اس طرف دیکھا۔ اور بھاگ کر اپنی طرف آتے عافین کو دیکھ کر عینا میں جیسے جان سی دوڑ گئی تھی۔ وہ بھاگ کر اس کے بازو سے لپٹ گئی۔ عافین نے نرمی سے اسے خود سے لگا کر جیسے اسے محفوظ ترین پناہ بخشی تھی۔

"تھینک یو سو مچ سر!" اس نے اسی آفیسر کو مخاطب کیا۔

"آپ جانتے ہیں کہ یہ علاقہ ویسے بھی رات کے وقت یوں باہر نکلنے کے لیے ٹھیک نہیں ہے۔ آئندہ خیال رکھیے گا۔" آفیسر نے دوستانہ لہجے میں اسے ہدایت دی وہ سر ہلا گیا۔ وہ بکتے جھکتے دونوں سیاہ فاموں کو لے کر گاڑی کی طرف بڑھ گئے۔

عینا رونے لگی تھی۔ عافین نے اسے تھپکتے ہوئے بائیں ہاتھ سے اپنا سیل فون نکالا اور شہریار انکل کا نمبر ڈائل کرنے لگا۔

"عافی بیٹا!" انہوں نے پہلی ہی بیل پہ کال پک کی تھی۔

"عینا میرے ساتھ ہے انکل۔" اس نے خود کو مکمل طور پہ مطمئن ظاہر کیا۔

"وہ ٹھیک تو ہے۔" وہ پریشان تھے۔

"جی ہم ابھی الاسکا کی سیر کرنے جا رہے ہیں۔ خوشی کے مارے پاگل ہو رہی ہے۔" اس نے خود سے لگی عینا کو دیکھتے ہوئے جان بوجھ کر الاسکا کا نام لیا تھا۔ اس کی توقع کے عین مطابق عینا فوراً چونکی تھی اور عافین کو یوں خود کو دیکھتا پا کر دھیرے سے اس سے الگ ہوئی تھی۔ وہ اس کے اس گریز پہ مسکرا دیا تھا۔

"اللہ کا شکر ہے۔ چلو تم لوگ انجوائے کرو۔" انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ تو عافین نے خدا حافظ کہہ کر فون بند کر دیا اور پاپا کا نمبر ڈائل کر کے انہیں بھی خیریت کی اطلاع دے کر فون واپس جیب میں ڈال لیا۔

☼ ☼ ☼

فون کی مسلسل بجتی گھنٹی نے برتن صاف کرتی لیلیٰ بہروز کو اچھا خاصا تپا دیا تھا۔

"لیلیٰ آپا۔" دوسری طرف شہریار کی آواز سن کر ان کا بگڑا موڈ مزید آف ہوا تھا۔

"اوہ! تو پاکستان تک چغلیاں پہنچ گئیں۔" وہ طنزیہ

https://reading.caretofun.net/

CamScanner

لہجے میں بولیں اور شہریار خان ۔۔ کچھ لمحوں تک تو وہ کچھ بول ہی نہ پائے۔

"عینا رات کے اس وقت وہاں انجان دیس میں گھر سے باہر ہے وہ بھی اکیلی اور آپ یوں مطمئن بیٹھی ہیں۔" ان کے بیزار، سرد سے لہجے نے واقعی انہیں بے حد ہرٹ کیا تھا۔

"تمہاری اطلاع کے لیے عرض ہے کہ عینا اب کوئی چھوٹی بچی نہیں ہے۔ جسے یہ پتا نہیں کہ اس وقت اس طرح اس انجان دیس میں اسے اکیلے جانا چاہیے کہ نہیں۔ بات صرف یہی ہے کہ اسے ذمہ داریوں کا احساس ہے نہ ہوگا۔ وہ ایسے ہی سب کے لیے وبالِ جان بنتی رہے گی۔" وہ بولے جارہی تھیں۔ اور شہریار خان کو یقین ہی نہیں آرہا تھا کہ ان کی بہن، عینا کی سگی پھوپھو اس قدر لاپرواہ بھی ہوسکتی ہے اس کے معاملے میں، وہ اپنے فیصلے پہ صحیح معنوں میں پچھتائے تھے۔

"بہت افسوس کی بات ہے لیلیٰ، لیکن آپ کی باتوں نے آج مجھ پہ ایک چیز تو واضح کردی۔ ایک ماں کی بیٹی کسی اور ماں کی بیٹی کبھی نہیں بن سکتی۔ اور خاص کر اس ماں کی تو کبھی نہیں جو اس کی ساس ہو۔" وہ تلخ لہجے میں بولے۔ لیلیٰ لب کچلنے لگیں۔

"بیٹیاں صرف اپنے باپ کی ہی شہزادی ہوتی ہیں۔ آگے جاکر تو بس ایک کنیز بن جاتی ہیں۔ گھر کے کام کاج کے لیے لائی جانے والی بجی سنوری کنیز۔" ان کے لہجے میں غصہ تھا۔

"تم اب مجھ سے بدتمیزی کروگے۔ اس بالشت بھر کی لڑکی کے لیے۔" انہوں نے غصے سے شہریار خان کو ٹوکا تھا۔

"آپ کے لیے وہ بالشت بھر کی لڑکی سہی۔ مگر میرے لیے میری بیٹی، میری شہزادی ہے۔ آج میری سمجھ میں آیا کہ عیشا اور عیشا، عینا کے آپ کے ہاں آنے پہ کیوں پریشان تھیں۔ اماں کیوں ہول کھا رہی تھیں۔ ارے آپ کی اس کاملیت کے چکر نے آپ کو اندر تک سے خالی کردیا ہے آپا۔ سگی بیٹیاں، سگی ماں آپ سے فاصلے پہ رہ کر زیادہ پرسکون رہتی ہیں اور آپ بات کرتی ہیں عینا کی۔ اسے تو صرف گھر کے کام نہیں کرنا آتے لیکن دل جیتنا تو میری عینا کا ہنر ہے۔ اسے دلوں کو جوڑنا آتا ہے۔ کاش کاش میں نے اسے آپ کے گھر بھیجنے کی غلطی نہ کی ہوتی۔ میں نے عینا کو بس اس لیے آپ کے پاس بھیجا تھا تاکہ وہ آپ جیسی بن سکے۔ مگر بتا ہے ابھی اس نے مجھے کیا کہا؟" ان کی آواز میں تاسف تھا۔

"اس نے کہا، مجھے پھپھو جیسا نہیں بننا بابا! ان کو اپنے سوا کوئی اور دکھائی ہی نہیں دیتا۔" وہ بولتے گئے۔

"مجھ میں اتنی ہمت نہیں کہ اپنی اکلوتی اولاد کو ہر رشتے سے نالاں محض "میں" کی پوجا کرنے والی بہن کے گھر بیاہ دوں۔" وہ تو گویا سب رشتے ختم کرنے لگے تھے۔ لیلیٰ بے دم سی ہوکر صوفے پہ گر سی گئیں۔

"میں نے عافین سے کہہ دیا ہے۔ عینا کو اب سیدھا پاکستان روانہ کردے۔" کال ختم ہوگئی۔ ٹوں ٹوں کی آواز جیسے ان کے کان کے پردے پھاڑنے لگی۔ انہوں نے حیرت سے ریسیور کو دیکھا۔ یہ ان کا وہی لاڈلا بھائی تھا۔ جو ان کے سامنے کبھی نظریں تک اٹھا یا نہ کرتا تھا۔ اور آج بنا سلام دعا کے ہی بات شروع اور ختم۔

"لیکن اس نے یہ سب کہا کیا۔" وہ جیسے شہریار خان کے لفظ دہرانے لگیں۔ اور پہلی بار ان کو لگا وہ واقعی صحیح تھا۔

عیشا، بیشا، ان کی لاڈلی بیٹیاں، جو ہر وقت ان کی روک ٹوک کی زد میں رہتیں۔ ہیئر اسٹائل سے لے کر ڈریسنگ تک، ایک کپ چائے سے لے کر کھانا پکانے تک اور اسکول کالج کی سرگرمیوں میں بھی ان کو روک ٹوک کا سامنا رہتا اور ہمیشہ دوسروں کو ماڈل بنا کر پیش کرتیں۔ دوسروں کی مثال دے کر اپنی ہی بیٹیوں کو کاہل اور نامکمل کہتیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ عیشا اور بیشا سب کچھ سیکھ تو گئیں مگر وہ اعتماد کہیں کھو گیا جو کسی بھی شخصیت کے لیے ضروری ہوتا ہے۔ وہ بوکھلائی رہتیں۔ شادی کے بعد انہوں نے البتہ جب بھی ان دونوں سے بات کی وہ بہت الگ لگیں، وہ واقعی ان سے اپنی سگی ماں سے زیادہ بات کرنے سے گریز کرتیں کیونکہ فون پہ بھی ان کا کلام یہی ہوتا۔

"ارے تم نے دوپٹہ اتنا چھوٹا کیوں لیا۔ میں نے تو آج تک کبھی سر سے دوپٹہ نہیں ہٹایا۔" اور عیشا فوراً "سر پہ دوپٹہ لے لیتی۔

یونہی چھوٹی چھوٹی باتوں پہ وہ ان دونوں کو ٹوکتی رہتیں۔ تب ہی شاید انہیں پتا بھی نہ چلا اور وہ دونوں ان سے دور ہوتی چلی گئیں۔ کتنے کتنے دن تک وہ ان کی کال کا انتظار کرتیں اور مجبوراً خود ہی کرلیتیں مگر وہ مختصر سی بات کرکے اپنی ذمہ داریوں کا کہہ کر کال ختم کر دیتیں۔

اور ان کی سگی ماں، وہ ان کی اکلوتی اولاد نہ سہی اکلوتی بیٹی تو تھیں۔ اور انہیں ہمیشہ یہی گلہ رہتا تھا کہ وہ اپنے بیٹے کے ساتھ ہی خوش ہیں۔ انہیں ان کی کوئی پروا نہیں۔ یہ تو کبھی سوچ بھی نہ پائی تھیں کہ اماں ان کی خود پرستی سے عاجز آکر ان سے دور چلی گئیں۔ وہ کتنے دل سے ان کو کال کرتیں۔ بہروز کی غلطیاں اور اپنے سدھار کا بتاتیں، کتنے فخر سے اور اماں ہمیشہ اسے ٹوک دیا کرتیں۔

"لیلیٰ! مرد کی غلطی کو نظرانداز کردینا چاہیے۔ مرد اور عورت تو ایک دوسرے کا پردہ ہوتے ہیں۔ اب کیا یوں سب کو، بہروز کی غلطیاں بتا کر اسے شرمندہ کرو گی۔"

"اماں، مائیں تو بیٹیوں کی باتوں پہ خوش ہوتی ہیں۔ خاص کر ان باتوں پہ جو ان کے شوہر اور سسرال کے خلاف ہو۔" وہ مسکرا کر بولی تھیں۔

"پھر تم شکر کرو کہ ام ایسا ماں نہیں ہے۔" انہوں نے صاف جواب دیا تھا۔ اور بددل ہوکر انہوں نے فون بند کردیا تھا۔

"اف میرے خدا!" انہوں نے دونوں ہاتھوں سے سر جکڑ لیا۔

"کاملیت کاملیت کرتے میں کیوں بھول گئی کہ مکمل تو بس صرف تیری ذات ہے۔ ورنہ تو ہر "میں" کو "تو" لازم ہے۔ میں کیا تھی اگر اماں نہ ہوتیں۔ اگر بہروز نہ ہوتا اگر عیشا، بیشا یا عافین میں سے کوئی ایک بھی نہ ہوتا تو میں نامکمل تھی میرے رب۔ یہ مجھ سے کیسا گناہ سرزد ہوگیا مجھے معاف کردے میرے رب، میرے مہربان۔" وہ چہرہ دونوں ہاتھوں سے چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھیں۔

☆ ☆ ☆

آسمان پہ رات نے پنکھ پھیلا رکھے تھے۔ مگر الاسکا پہ جیسے دن اترا تھا۔ دور سے ہی نظر آتی جھلملاتی، رنگ برنگی پانی سے منعکس ہوکر آسمان کی طرف لپکتی روشنیاں دیکھ کر وہ آدھی سے زیادہ کھڑکی سے باہر لٹکنے لگی تھی۔ اس کی اس بے اختیار حرکت پہ عافین بے ساختہ مسکرا دیا تھا۔

"اندر آجاؤ ورنہ میلے میں شامل ان پرجوش لوگوں کی کسی حرکت کا نشانہ بن جاؤ گی۔"

اس نے سڑک کے دونوں طرف امریکہ کے کئی صدیوں پرانے روایتی لباس میں ملبوس، مختلف نقلی ہتھیاروں سے لیس ان نوجوان گروپس کی طرف اشارہ کیا جو واقعی پرانی انگلش میں عجیب و غریب نعرے لگاتے بڑے بڑے ڈنڈے نما ہتھیار اٹھائے آگے بڑھے جارہے تھے۔

"اس میلے میں کم و بیش اٹھارہ لاکھ افراد شرکت کرتے ہیں۔ تاکہ موسیقی، روایتی کھانوں، سوم کے مجسموں اور یہاں کے لوگوں سے مل جل کر لطف اندوز ہوسکیں۔" عافین نے اسے بتایا۔

"واؤ۔" عینا مزید پرجوش ہوئی۔

الاسکا کی روشنیاں مزید بڑھنے لگی تھیں۔ شور بے ہنگم ہونے لگا تھا۔ وہ جھیل کے پانی تک بنائے گئے لکڑی کے مضبوط پل پہ ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے آئے تھے۔ آسمان پہ ہونے والی آتش بازی اور دور دوسرے سرے تک جھلملاتی روشنیاں رات کے اس پہر پانی میں کس قدر حسین رنگ بکھیر رہی تھیں۔ وہ مبہوت ہوکر دیکھے گئی۔

https://reading.caretofun.net/

"کتنے رنگ ہیں نا یہاں۔" وہ جیسے مدہوش ہو کر بولی۔

"ہاں۔ لیکن سب مصنوعی۔" وہ اس کے برابر آ ٹھہرا۔ لہجہ عام تھا۔

"یہ لوگ تو جیتے جی جنت میں رہ رہے ہیں۔" عافین کو اس کی آواز دور سے آتی محسوس ہوئی۔

"ہاں مصنوعی اور مختصر ترین جنت۔" وہ مسکرایا تھا۔

"آپ یقینا" جیلس ہو رہے ہیں۔" عافین کی بات نے اسے اچھا خاصا تپا دیا تھا۔

"تم کہہ سکتی ہو۔ کیونکہ تم یہاں سے ناواقف ہو۔ میں یہاں پلا بڑھا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ اوپر سے ہنستے مسکراتے یہ لوگ اندر سے کتنے کھوکھلے ہیں اور ان چند گھنٹوں میں ذرا سی زندگی جینے کے بعد ان کو واپس اپنی تاریخ اور تنہا زندگی کی طرف جانا ہو گا۔ مشینی زندگی' احساسات اور جذبات سے عاری۔"

اس نے ذرا سا جھک کر نیچے ساکت پانی کو چھوا تھا۔ عینا اس بار خاموش رہی تھی۔ تب ہی میوزک کی آواز مزید تیز ہوئی۔

"عینا! ادھر دیکھو۔" اچانک ہی عافین نے اسے پکارا' وہ چونکی۔ جلتی بجھتی لانچ بالکل ان کے قریب آ رہی تھی۔

"کدھر؟" وہ مکمل طور پہ اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

"ادھر۔ جھیل کے اس طرف۔" وہ ذرا سا اچھل کر اس کے پاس آ ٹھہرا اور دایاں ہاتھ اٹھا کر ایک طرف اشارہ کیا۔

"ہاں۔ مگر کیا دیکھوں۔ ڈانس کرتے' شور مچاتے لوگ ہی ہیں۔" وہ حیرانی سے بولی۔

"ارے نہیں۔ وہ دیکھو۔ بلیک کار میں جو شخص ہاتھ ہلا ہلا کر سب کے جوش کو ویلکم کر رہا ہے۔" اس نے دائیں ہاتھ سے دھیرے سے عینا کا سر ذرا سا گھمایا۔ وہ تیس بتیس برس کے لگ بھگ کا نوجوان تھا۔ جس کے گھونگھریالے بال اس کے کندھے چھو رہے تھے۔ بے حد بڑی ناک اس کی شخصیت کو عجیب سا رنگ دے رہی تھی اور اس نے کسی جادوگر والا چغہ پہن رکھا تھا۔

"یہ کوئی جادوگر ہے۔" اس کی بے حد پتلی کمر کو حیرت سے تکتے ہوئے اس نے سوال کیا تھا۔

"نہیں یہ یہاں کے لینڈ لارڈ جوزف کے بیٹے ڈیوڈ ہیں۔ اس ریاست کا شہزادہ سمجھو۔" اس کے لبوں کو بہت دلکش مسکراہٹ نے چھوا۔ عینا کا تو منہ کھل گیا۔

"یہ شہزادہ ہے۔" وہ جیسے صدمے میں بولی تھی۔

"ہاں ناں' کس قدر شاندار پرسنالٹی ہے۔ بس مونچھیں نہیں ہیں۔" وہ شریر ہوا۔

"اللہ اللہ۔ مگر مجھے تو لگا وہ آپ کے جیسا ہو گا۔" بے اختیار ہی اس کے منہ سے پھسلا تھا۔ اور اس دفعہ عافین کے شاکڈ ہونے کی باری تھی۔

"نہ نہ۔ اب اس کو دیکھ کر تم عین وقت پہ جھوٹ بول کر مکر رہی ہو۔" اتنی سادہ اور بے وقوف لڑکی سے وہ اس بات کی کم از کم توقع ہرگز نہیں کر سکتا تھا۔

"جن کے دلوں پہ محبت اترتی ہے' وہ جھوٹ نہیں بولا کرتے عافی۔" لانچ رک گئی تھی۔ اور وہ یہ کہہ کر نیچے اتر گئی۔ عافین گم صم سا اس کے پیچھے چلا۔

"محبت فاتح عالم

گرچہ ایک دل پہ ہی حکمرانی ہو۔

کائنات قدموں تلے محسوس ہوتی ہے۔

بس جسے وقت نوازے۔

اور وہ فاتح ٹھہرا تھا۔

وقت نے اسے حکومت دی تھی۔

وہ فاتح عالم تھا۔ محبت کا شہزادہ۔"

ٹھنڈی نرم ریت پہ چلتے چلتے اس نے سینڈل اتار کر ہاتھ میں پکڑ لیے تھے۔

"پتا ہے عافی' کسی بھی لڑکی کو ریاست کے شہزادے کے خواب ضرور آتے ہیں۔ مگر وہ دل اسی کو دیتی ہے۔ جو اس کے لیے صرف محبت اور عزت کی دولت لائے.. صرف محبت کے شہزادے کو۔" اس نے ایک

طرف لگے مختلف رنگوں کے پھولوں کو چھوتے ہوئے کہا۔ وہ دھیرے دھیرے چلتا اس کے قریب آیا تھا۔ عافین کی نظریں اس کے لو دیتے چہرے پہ جمی تھیں اور عینا کی نگاہیں الاسکا کی جھلملاتی روشنیوں پہ۔ عینا نے ذرا سا جھک کر ایک پھول توڑ لیا۔ سفید رنگ کا شفاف اجلا پھول۔

"مجھے نہیں پتا کہ انجام کیا ہو گا۔ منزل ملے نہ ملے مگر میرے پیر اس راستے پہ پڑ چکے ہیں اور میں یہ لمحے اپنی مٹھی میں قید کر لینا چاہتی ہوں۔ ایک سنہری یاد ہی سہی۔ الاسکا کے شہزادے۔" اس نے کہتے ہوئے پھول عافین کی طرف بڑھا دیا تھا۔ عافین نے فورا" وہ پھول دھیرے سے تھام لیا۔

"میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس دن کی بدترین شام کا انجام اس قدر خوب صورت جگمگاتی رات جیسا بھی ہو سکتا ہے۔" وہ مسکرایا تھا۔ عینا ایک ٹک اسے دیکھے گئی۔

"جو کچھ میں کہنا چاہتا تھا' میرے تصور میں بھی نہ تھا کہ میں تم سے وہ سب سن لوں گا۔" مسکراہٹ گہری ہوئی۔ عینا دوبارہ روشنیوں کی طرف رُخ پھیر گئی۔

"کاش میں یہ سب کہنے سے خود کو روک پاتی۔" اس کی آواز بے حد مدھم تھی۔

"مطلب؟" وہ الجھا۔

"پتا ہے عافی۔" اس نے گیلی ریت پہ دھیرے دھیرے قدم بڑھائے۔ عافین اس کے ہم قدم ہوا۔

"محبت کبھی اکیلے دل کی دھرتی پہ قدم نہیں رکھتی۔ جدائی کا خوف' جان لیوا خوف اس کے ہم رکاب ہوتا ہے۔" عافین کا بایاں ہاتھ خود بخود سائیڈ پاکٹ میں جا گھسا تھا۔

"اور یہاں تو سب کچھ بے حد واضح ہے۔" وہ رک گئی۔

"واضح ہے تو کیا ہوا۔ سب کچھ ختم تو نہیں ہوا۔" وہ پُرامید تھا۔

"کیا آپ کو لگتا ہے کہ اس کے بعد بھی کچھ باقی بچے گا؟" اس کی پلکیں بھیگنے لگی تھیں۔

"جن رشتوں کو قبولیت کا شرف مل جائے وہ کچھ اور معتبر اور مضبوط ہو جاتے ہیں۔" وہ مسکرایا۔

"الاسکا۔۔۔ سرمئی پانیوں کی زمین کا جادو ہے۔" وہ شاید روشنیوں سے جھلملاتی جھیل پہ متوجہ تھی۔

"اور محبت کا شہزادہ!" وہ اچانک اس کے سامنے آ کر شریر لہجے میں بولا۔ اس کی آنکھیں مسکرا رہی تھیں۔ عینا نے چند لمحے اسے بغور دیکھا تھا۔

"باقی تو سب ٹھیک ہے مگر۔۔۔؟" وہ بات ادھوری چھوڑ کر پیچھے کی طرف مڑ گئی۔

"مگر۔۔۔" عافین بے قراری سے اس کے ساتھ ہوا تھا۔

"مگر۔۔۔" وہ رکی' عافین بھی رک گیا۔

"مگر آپ کی مونچھیں نہیں ہیں۔" کہہ کر وہ تیزی سے آگے بڑھ گئی تھی۔ عافین کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

☼ ☼ ☼

یہ پہلی بار تھا جب بہروز گھر آئے تو بنا ان کو مخاطب کیے اپنے کمرے میں چلے گئے۔ ان کا دل مزید بوجھل ہوا۔ وہ بے دلی سے کچن کو بے وجہ ہی بار بار صاف کرتی رہیں۔ یہاں تک کہ اعصاب جواب دینے لگے۔ انہوں نے تھک ہار کر ڈسٹر ایک طرف پھینکا۔ لمبی سانس لے کر خود کو نارمل کرنے کی کوشش کی اور کافی بنا کر کمرے میں چلی آئیں۔ بہروز حسب معمول اپنے لیپ ٹاپ پہ مصروف تھے۔

"کافی!" انہوں نے خود کو نارمل کرتے ہوئے ان کے سامنے کپ ٹیبل پہ رکھا۔

"شکریہ۔" مختصر سرد سا جواب۔ ان کے دل کو کچھ ہوا۔

"عافین۔۔۔" پتا نہیں کیوں مگر بہروز کے گریز کو سمجھتے ہوئے بھی' آج پہلی مرتبہ وہ خود سے بات کرنا چاہتی تھیں۔

"عینا اور عافین کے ٹکٹ بک کرا دیے ہیں۔ وہ ایک بجے تک نکل جائیں گے۔" وہی کھردرا اجنبی لہجہ۔ لیلیٰ کو دل میں درد سا محسوس ہوا۔

https://reading.caretofun.net/

CamScanner

"اتنی رات کی فلائٹ کی کیا ضرورت تھی۔ صبح بھی جاسکتے تھے۔" ان کی آواز کمزور ہونے لگی۔
"پلیز لیلیٰ۔ جیسا تم چاہتی تھیں ویسا ہو گیا۔ اب یہاں کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو تمہارے گھر کو ڈسٹرب کرے۔ سو پلیز اب یہ فضول کی باتیں چھوڑو۔" وہ چڑ کر بولے۔ لیلیٰ ساکت رہ گئیں۔ تمیں بتیس سالہ ازدواجی زندگی میں یہ پہلا موقع تھا۔ جب بہروز اس قدر خشک ہو رہے تھے۔ بے حد بیزار سے۔
"میرا یقین کریں۔ بہروز! میں ایسا کچھ نہیں چاہتی تھی۔ میں تو بس سب کچھ مکمل۔" وہ بولنے لگیں کہ بہروز نے ہاتھ اٹھا کر منع کر دیا۔
"مکمل، مکمل، مکمل!!۔" وہ جیسے خود کو چلانے سے روک رہے تھے۔ ان کی گردن کی نسیں تن سی گئیں تھیں۔
"اس میں اور مکمل کی لکیر سے باہر نکل آؤ۔ محبت اور مناسب کے دائرے میں لے آؤ خود کو۔ مکمل صرف اللہ کی ذات ہے۔ میں کا غرور بھی صرف اسی کی ذات کو جچتا ہے۔ ہم سب نامکمل ہیں۔ اس کامل ذات کی کُن کے محتاج، ہم مٹی کے پتلوں کو یہ غرور زیب نہیں دیتا۔" وہ جیسے تھکنے لگے تھے۔
تم تو ایک بیٹی، ماں، ایک بہترین دوست نہ بن سکیں۔ ایک مکمل انسان کیسے بن سکتی ہو لیلیٰ!" وہ ہانپنے لگے تھے۔ اور لیلیٰ ساکت بیٹھی، بس انہیں دیکھے جا رہی تھیں۔

☼ ☼ ☼

"ام نے کتنا منع کیا تھا۔ مگر تم کو ہی بخار چڑھا تھا بہن کے پیار کا۔ کتنا کمزور ہو گیا ہے میرا بچی۔" گھر آتے ہی دادی، بابا، بوا بیگم سب اس کے واری صدقے جا رہے تھے۔ حتیٰ کہ عافین کو بھی وہ پروٹوکول نہ مل سکا جس کی وہ اتنے عرصے بعد آنے پر توقع کر رہا تھا۔
"مجھے کیا پتا تھا، لیلیٰ آپا ایسے بی ہیو کریں گی۔" شہریار کو پھر ٹینشن ہونے لگی۔ انہوں نے فوراً سگار سلگا لیا۔

"انکل آپ پلیز ٹینشن نہ لیں۔ آپ جانتے ہیں ان کی طبیعت کو۔" وہ ان کا ہاتھ سہلاتے ہوئے بولا۔
"یہی تو افسوس کا بات ہے کہ شہری نہیں جانتی۔ ام جانتا ہے اس کو۔ پکا کھڑوس روح ہے اس میں۔ اس نے ٹھیک نئیں ہونا۔ اسے بس لیلیٰ نظر آتا ہے، مطلب اپنا آپ۔" دادی عینا کے سنہری بال پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے بولیں۔
"ہم نے تو منع بھی کیا تھا مگر عینا اتنی ایکسائیٹڈ تھی کہ ....." عیشا ناشتہ لگاتے ہوئے بولی۔ وہ دونوں بہنیں فوراً" وہاں پہنچی تھیں۔ جیسے ہی عینا اور عافین کے آنے کا سنا۔
"خیر! پھپھو اب اتنی بھی بری نہیں ہیں۔ بس مشکل بہت ہیں۔" عینا اداس لہجے میں بولی۔ وہاں بیٹھے سب ہی نفوس نے محسوس کیا تھا۔ وہ پہلی جیسی عینا بالکل نہیں رہی تھی۔
"میں ذرا چینج کر لوں۔" وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ عیشا اور ریشا بھی اس کے پیچھے چل دیں۔
"عینا کو نکاح کا پتا چل گیا؟" ان کے نظروں سے اوجھل ہوتے ہی شہریار نے عافین سے پوچھا۔ وہ نفی میں سر ہلا گیا۔
"میں اسے کسی بے حد مناسب موقع پہ خود بتانا چاہتا تھا۔ مگر پاپا...." وہ سر جھکا گیا۔
"عافی زوئے (بیٹا)، تم بھی ام کو اتنا ہی عزیز ہے۔ جتنا عینا... مگر ام کو افسوس ہے کہ اب تم دونوں کے حق میں بہتر یہی ہے کہ وہ انجان ہی رہے۔" بتول اماں کی بات پہ وہ بری طرح چونکا۔
"کیا مطلب بتول اماں؟" وہ سوالیہ نظروں سے انہیں دیکھے گیا۔
"مطلب صاف ہے زوئے۔ امارے خاندان میں رشتہ بڑے بناتے ہیں اور لیلیٰ کو تم بھی جانتے ہو۔ اس نے صاف کہا کہ عینا جیسی لڑکی اس کا بہو نہیں بن سکتی۔ سو اس کے بعد باقی کیا رہتا ہے بولو؟" بتول اماں نے دامن سے عینک صاف کرتے ہوئے دو ٹوک لہجے میں کہا۔

"لیکن بتول اماں...."
"بس زوئے۔ بات ختم ہو جائے تو ہی اچھا ہے۔ پھر تم کو یہ بھی پتا ہے کہ بچپن کا نکاح کا کوئی حیثیت نہیں تھا۔ وہ تو بس تمہارے دادا کا خواہش تھا تو ام سب نے مان لیا۔ باقاعدہ نکاح تو ہوا تھا۔ مگر اب۔"
"عافین بیٹا! بتول اماں کی بات سچ ہے۔ لیلیٰ آپا تمہاری وجہ سے قبول کر بھی لیں تب بھی عینا جیسی لاابالی طبیعت کی لڑکی کے لیے بہت مشکل ہے کہ وہ مکمل طور پہ اسے اپنے دل میں جگہ دے سکیں۔ سو بہتر یہی ہے کہ خاموشی سے اس رشتے کو ختم کر دیا جائے۔" اٹل لہجے میں کہتے ہوئے انہوں نے دھواں چھوڑا تھا۔ اور عافین کے پاس جیسے الفاظ ختم ہو گئے تھے۔

☼ ☼ ☼

"تم تو چند دنوں میں ہی بدل گئی ہو۔" وہ نہا کر باہر آئی تو بیڈ پہ لیٹی عیشا فوراً" بولی۔
"اچھا وہ کیسے؟" وہ دھیرے سے مسکرائی اور گیلے بالوں میں برش کرنے لگی۔
"تم بہت چُپ چُپ سی ہو گئی ہو۔" عیشا نے بغور دیکھا۔
"اداس سی بھی، بلکہ یہ اداسی تمہاری آنکھوں میں واضح دکھائی دے رہی ہے۔" ریشا نے بات بڑھائی۔
"پچھلے تین ہفتوں میں تم نے نہ ہی ٹوئیٹر پہ ونڈ کیا نہ ہی فیس بک کی ڈسپلے پکچر بدلی۔" عیشا نے ہی مزید نکتے بتائے۔
"اور ہمارا مری کے ٹور کا البم بھی تم نے نہ صرف فیس بک پہ مس کر دیا بلکہ ہماری پہلی پوسٹ تھی جس پہ سب سے پہلے تو کیا سب سے لاسٹ میں بھی تمہارا کمنٹ نہیں آیا۔" ریشا نے عیشا کی طرف دیکھتے ہوئے بائیں آنکھ دبائی۔ وہ مسکرا دی۔
"وہم ہے آپ لوگوں کا۔" عینا نے ٹالا۔
"حیرت ہے، ہم دونوں کو ایک ہی وہم ایک ساتھ ہو رہا ہے اور کچھ کچھ اندازہ بھی۔" عیشا اس کے

ماہنامہ
کرن
اپریل 2019ء کا شمارہ شائع ہو گیا ہے
کرن کتاب
مزے دار ریسپیز اور دلچسپ مضامین کے ساتھ
☼ مصنفہ "نفیسہ سعید" سے شاہین رشید کی ملاقات،
☼ اداکار "منیب بٹ" کہتے ہیں "میری بھی سنیے"
☼ آواز کی دنیا سے "آر جے عزیز احمد" اس ماہ مہمان ہیں،
☼ اس ماہ "ماریہ نذیر" کے "مقابل ہے آئینہ"
☼ "ہوائیں رخ بدل گئیں" نگہت عبداللہ کا سلسلے وار ناول،
☼ "شب غم کی سحر" رخ چوہدری کا سلسلہ وار ناول،
☼ "چونچ مارتے کوے" شمائلہ ذوالعباد کا مکمل ناول،
☼ "ساگر کنارے" ام طیفور کا مکمل ناول،
☼ "شام رنگ سیاہ" ایمل رضا کا ناولٹ،
☼ "ایک کہانی محبت کی" نگہت سیما کا ناولٹ،
☼ "عزم وفا" شبانہ شوکت کا ناولٹ،
☼ امت العزیز شہزاد، بشریٰ احمد اور نازیہ کنول نازی کے افسانے اور مستقل سلسلے،

https://reading.caretofun.net/
CamScanner

قریب ہو کر بیٹھ گئی۔ وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

"مجھے تو لگتا ہے جیسے تم واپس تو آ گئی ہو مگر۔" عیشا نے بات روک لی۔

"خود کو وہیں چھوڑ آئی ہو۔" یشا نے بات مکمل کی۔

"میرے خیال میں نیچے چلنا چاہیے۔" وہ اٹھنے لگی۔ عیشا نے اس کے ہاتھ تھام لیے۔

"عینا! ایک بات بتاؤں؟" یشا اس کے قدموں میں آ بیٹھی۔ وہ اداسی سے سر ہلا گئی۔

"امی کا رویہ نئی بات نہیں۔ ہم سگی اولاد بھی ان کے اس مزاج سے ہرٹ ہوئے۔ مگر وہ دل کی بری نہیں ہیں۔ لیکن اس سب کو چھوڑ کر میرا بھائی عافین۔" وہ رکی۔ عینا کے دل نے ایک دھڑکن مس کی۔

"عافین اور بابا بے حد نرم، شفیق اور دوستانہ طبیعت کے مالک ہیں۔ بابا کس قدر ہرٹ ہوئے اس سارے معاملے میں، تم سوچ بھی نہیں سکتیں۔ لیکن جو کچھ میں تمہیں بتانے لگی ہوں۔ وہ بے حد ضروری ہے۔ شاید تمہارے لیے نہ سہی مگر میرے بھائی کے لیے۔"

"عافین اور تم زیادہ قریب نہیں رہے مگر پھر بھی ہم بہنیں گواہ ہیں۔ وہ تمہیں کس قدر قریب سے جانتا ہے۔ ہم بہنوں سے، ہمارے علاوہ اگر وہ کسی کی بات کرتا ہے۔ تو وہ تم ہو عینا اور پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ تمہارے اور اپنے رشتے کو بے حد عزت دیتا ہے۔ تم اس کے لیے بہت ضروری ہو۔" یشا کی بات پہ اس کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔

"کیا مطلب؟ کیسا رشتہ؟؟"

"وہ عافین بھائی۔" یشا ذرا رکی "عافین اور تمہارا نکاح ہوا تھا بچپن میں دادا جی کی خواہش پہ۔" اور عینا کو نہ جانے کیوں ایسا لگا کسی نے اس کے دل کے جذبوں کی سچائی پہ مہر ثبت کر دی ہو۔

"اس نے آج تک کسی بھی لڑکی سے دوستی نہیں رکھی۔ کم عمری کے باوجود اس نے اپنے اور تمہارے رشتے کو دل و جان سے قبول کیا اور دل ہی دل میں محبت سے اس بندے کی تیاری کرتا رہا۔ اس سارے معاملے میں اگر کسی کا نقصان ہوا تو میرا بھائی عافین کا ہو گا۔ بتول اماں نے تمہارے آنے سے پہلے ہی رشتہ ختم کر دینے کی بات کر دی ہے۔ لیکن ہم یہ نہیں نہیں چاہتیں کہ امی کے غلط رویے کی سزا ہمارے اتنے اچھے بھائی کو ملے اور وہ ہرٹ ہو۔" عیشا نے اس کا ہاتھ تھاما۔ عینا کی آنکھیں جل اٹھیں۔

"اور میرا کیا عیشا آپی؟" وہ سرخ ہوتی آنکھوں سے ان کو دیکھتے ہوئے بولی۔ "میں۔ جس نے اتنا جان ہوتے ہوئے بھی اس رشتے کی طرف قبولیت کا ہاتھ بڑھا دیا۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ آگے آگ کا دریا ہے اس میں ننگے پیر دھر دیے۔ میرا کیا؟" اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ اس بار حیران ہونے کی باری عیشا اور یشا کی تھی۔

"عینا! تم سیریس ہو؟" یشا تو اچھل ہی پڑی۔

"سب کچھ بکھر گیا عیشا آپی۔" اس نے ہاتھ عیشا کے ہاتھ سے نکال لیا۔

"پھپھو نے کس قدر تلخ لہجے میں مجھے مسترد کر دیا۔ وہ تو میری شکل دیکھنے کی روادار نہیں ہیں۔"

"ہم سب ہیں نا۔ ہم منا لیں گے۔"

"نہیں۔" اس نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میں نہیں چاہوں گی کہ زبردستی کا کوئی رشتہ بناؤں۔ میں نے منی سوٹا کی زمین سے قدم اٹھاتے ہی یہ فیصلہ کیا تھا۔ میں کسی کو بھی پھپھو کو مجبور نہیں کرنے دوں گی۔" وہ اٹل لہجے میں کہتی تیزی سے کمرے سے باہر نکل گئی۔ عیشا اور یشا ایک دوسرے کو دیکھ کے رہ گئیں۔

☼ ☼ ☼

"کل کی فلائٹ سے جانا ہے مجھے۔ ضروری کام ہے۔" عیشا، عافین کو چائے دینے کمرے میں آئی تو وہ فون پہ کسی سے بات کر رہا تھا۔ عیشا کا دل اداس ہونے لگا۔ وہ چائے سائیڈ ٹیبل پہ رکھ کر اس کے پاس

ہی بیٹھ گئی۔

"بھائی! اتنی جلدی جا رہے ہو۔" فون بند کرتے ہی وہ اس سے بولی۔

"کام ہے ورنہ کبھی نہ جاتا۔" وہ مسکرایا۔

"پھر بھی اتنی جلدی۔"

"تمہیں پتا ہے، امی اور ابو کا اس سب کے بعد کیا حال ہو گا۔ دونوں میں ایک خاموش سی جنگ جاری رہے گی۔ امی کبھی تبدیل نہیں ہوں گی۔ اور اب بابا برداشت نہیں کریں گے کیونکہ واقعی حد ہو گئی ہے۔ میں بس اسی لیے جلدی جانا چاہتا ہوں تاکہ گھر کے ماحول کا کھنچاؤ کچھ کم کر سکوں۔" وہ اسے سمجھا رہا تھا۔

"مگر عافین! کیا تمہیں نہیں لگتا کہ اب ہم سب کو امی کو سمجھانا چاہیے۔"

"مطلب۔" وہ جانتا تھا یہ سب فضول تھا۔

"مطلب، اس بار ہم سب امی کو اکیلا کر دیں۔ صرف ان کو کچھ محسوس کرانے کے لیے۔ ورنہ تم جانتے ہو، میں امی کو بہت عزیز رکھتی ہوں۔" عیشا نے کہا تو وہ سر ہلا گیا۔

"میں ایسا کبھی نہیں کر سکتا عیشا، میں سب کچھ سہہ سکتا ہوں۔ مگر امی کو ہرٹ کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔" وہ صاف گوئی سے بولا تھا۔

"یہی تو مسئلہ ہے بھائی کہ اب بات صرف آپ کی نہیں رہی۔ اب بات عینا کی بھی ہے۔" عافین نے چونک کر اسے دیکھا تھا۔

"آپ کی ڈھکی چھپی خواہش نے نہ جانے کب اس کے دل کو جا چھوا۔ پھر بات صرف یہاں تک نہیں رہی بلکہ یہ رشتہ اگر ٹوٹا تو کئی رشتوں میں دراڑ آ جائے گی۔ سب کچھ بکھر جائے گا۔" عیشا کی باتوں نے جہاں عافین کے دل کو یک گونہ اطمینان بخشا تھا، وہیں کنفیوژ بھی کر دی تھی۔ اس نے کچھ سوچتے ہوئے چائے کا کپ اٹھا لیا۔

☼ ☼ ☼

"کیا کر رہی ہے میری شہزادی؟" وہ کچن میں اسے ڈھونڈتے آئے تو وہ جو شاید کسی کوکنگ کی کتاب میں گم تھی۔ چونک گئی۔

"فور مہ بنانا سیکھ رہی ہوں۔" اس نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ اور دوبارہ ترکیب ڈھونڈنے لگی۔

"عینا میری شہزادی، مجھے ایسی ہی اچھی لگتی ہے۔ پلیز یوں ایک دم سے نہ بدلو بیٹا۔" ان کے دل کو کچھ ہوا۔ وہ منی سوٹا سے واپسی پہ واقعی بدل گئی تھی۔

"نہیں بابا! میں نے جان لیا۔ یہی عمر ہے کہ بدل لوں خود کو۔ ورنہ جو دنیا سکھاتی ہے وہ سبق بہت تلخ ہوتے ہیں بابا۔" وہ کتنی بڑی بڑی باتیں کرنا سیکھ چکی تھی۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا عینا۔" انہوں نے اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا۔

"سب ٹھیک ہی ہوتا ہے بابا! ہم اپنی نادانی سے سب غلط کر لیتے ہیں۔ بس میں بھی یہی کوشش کر رہی ہوں کہ جو خراب کر دیا، اسے کچھ سدھار بھی لوں۔ ویسے بھی یہ بات تو میں اچھی طرح جان گئی ہوں کہ بیٹی، شہزادی صرف باپ کے لیے ہوتی ہے۔ سو اچھا ہے، وہ سری دنیا کے لیے اس سے ہٹ کر بھی سوچا جائے۔"

وہ سنجیدگی سے کہتے ہوئے پیاز کاٹنے لگی۔ اس کی آنکھوں سے بہتے آنسوؤں کی وجہ وہ نہ جان سکے۔ یہ پیاز کا اثر تھا یا اس کے اندر کا درد۔ شہریار خان واقعی زندگی میں پہلی بار بے بس ہوئے تھے۔

☼ ☼ ☼

موسم بے حد خوش گوار تھا۔ گھنے بادلوں نے دوپہر کے وقت بھی شام کا سماں باندھ رکھا تھا۔ دو کنال کے اس وسیع و عریض کچی چار دیواری والے مکان میں لگے جا بجا سرسبز درخت اور ننھے پودے جیسے خوشی سے مہک رہے تھے۔ ایک طرف بنے کچے لمبے برآمدے میں بندھی بھینسوں کے گلے میں ٹنگی گھنگھریاں (چھوٹی چھوٹی گھنٹیاں) مسلسل بجتیں تو عجیب سی موسیقی سارے ماحول پہ سحر سا طاری کر

https://reading.caretofun.net/

دیتی۔ تب ہی لکڑی کا بڑا سا دیو ہیکل مضبوط دروازہ کھلا تھا اور ایک ڈاٹسن اندر آئی۔ بالکل آخر میں قطار میں بنے کمروں کے سامنے طویل برآمدے میں گڑیا سے کھیلتی وہ دس سالہ بچی' جس نے خوب صورت افغانی فراک پہن رکھا تھا۔ فوراً" اس گاڑی کی طرف بھاگی تھی۔

"بابا راغلے۔ زما بابا راغلے۔" (بابا آگئے۔ میرے بابا آگئے) وہ چلاتی ہوئی دوڑی۔ چارپائی پہ بیٹھی سب ہی خواتین اس کی اس حرکت پہ مسکرائیں۔ خان بابا نے نزدیک آتے ہی اسے جھپٹ کر اٹھا لیا تھا۔

"زما جانان مورے۔" (میری محبوب بیٹی) انہوں نے اس کے خوب صورت گال چوم لیے۔

"کیسی ہے ہماری شہزادی؟" انہوں نے اسے اتارتے ہوئے پوچھا۔

"ہم ٹھیک ہے بابا۔" وہ مسلسل باپ کے چہرے کو تکتے ان کے ساتھ قدم بڑھا رہی تھی۔

"کیسے ہیں خان جی؟" خوب صورت نوجوان خاتون' سلام کرتے ہوئے ان کے قریب آئیں۔

"الحمدللہ۔ ہماری بیٹی بہت یاد کرتی رہی ہمیں۔" انہوں نے مسکراتے ہوئے انہیں جواب دیا۔

"بابا! ہم آپ کو سب سے زیادہ پیارے ہیں نا۔" ان کے چارپائی پہ بیٹھتے ہی اس بچی نے سوال کیا تھا۔

"سب سے زیادہ۔ مگر ہر رشتے کی اپنی اہمیت ہوتی ہے بیٹا۔" وہ ہرگز نہیں چاہتے تھے کہ ان کا پیار ان کی عزیز از جان بیٹی کے لیے زہر بنے۔ تب ہی اقرار کے ساتھ چھوٹی سی نصیحت بھی کی۔

"لیکن میں تو آپ کے لیے سب سے اہم ہوں نا بابا۔" وہ بضد ہوئی اس کی لمبے بالوں کی چوٹیاں اس کے کندھوں سے نیچے تک آرہی تھیں۔

"ہاں ہاں۔" وہ ہنس دیے۔

"امارہ بیٹی بہت سمجھ دار ہے۔ پتا ہے گھر کا سارا کام سنبھالنے لگا ہے ہمارے ساتھ۔ ہر کام میں ہاتھ بٹانے آجاتا ہے۔" اس کی ماں کی آنکھیں جگمگانے لگیں۔

"واقعی!" وہ بھی خوش ہو گئے۔

"ہاں بابا' ہم چاہتے ہیں کہ کسی بھی چیز میں کوئی بھی ہمارا مقابلہ نہ کر سکے۔ بس صرف ہم۔" وہ کیا کہہ رہی تھی۔ خان بابا کانپ کے رہ گئے۔

"ہم انسان ہیں بیٹا۔ خاکی لوگ' ہم مکمل نہیں ہو سکتے۔"

"نہیں بابا۔ میں دکھاؤں گی کہ میں سب سے بہتر ہوں۔"

"یہ تکبر میں آتا ہے بیٹا۔" انہیں اب غصہ آنے لگا تھا۔ پر ان کی بٹی کیا سوچ رہی تھی۔

"خود کو بہتر کرنا' سب سے برتر کرنا' تکبر نہیں بابا۔"

"لیلیٰ' بس چپ۔ اس قسم کی سوچوں کو دماغ میں جگہ نہ دو۔ لیلیٰ کی ماں اسے قرآن پاک کی تعلیم دلاؤ۔" انہوں نے اٹھتے ہوئے اس کی ماں کو پکارا اور پھر ذرا کی ذرا مڑے۔

"ابھی تم بہت چھوٹی ہو۔ مگر یہ سوچ اگر پختہ ہو گئی تو یقین کرو لیلیٰ بیٹا! تم اکیلی رہ جاؤ گی۔ اکیلی اور ادھوری۔" خفا خفا لہجے میں کہتے وہ اس سے دور جانے لگے۔

"بابا۔" وہ پکار اٹھی۔ لیکن ان کے قدم نہ رکے۔ وہ بہت دور جا چکے تھے۔

"بابا' بابا۔" وہ چلا اٹھی تھی۔

"لیلیٰ' لیلیٰ آنکھیں کھولو۔" بہروز نے بری طرح چلاتی لیلیٰ کو جھنجوڑتے ہوئے پکارا۔ وہ پسینے سے شرابور تھیں۔ تنفس بھی بہت تیز تھا۔ بیدار ہونے پہ وہ حیرت بھری نگاہوں سے بہروز کو دیکھے گئیں۔

"کیا ہوا لیلیٰ تم ٹھیک تو ہو؟" وہ پریشان تھے۔

"بہروز بابا... بابا ہم سے خفا ہو کر چلے گئے۔" ان کے لب کپکپانے لگے۔

"خواب دیکھا ہے تم نے۔" انہوں نے انہیں تسلی دی۔

"نہیں بہروز' وہ واقعی ناراض تھے۔ اور انہوں نے کہا کہ ہم اکیلے رہ جائیں گے۔ انہوں نے یہ کہا اور خفا ہو کر چلے گئے۔" وہ رو دی تھیں۔

"کم آن لیلیٰ' تم اچھی طرح جانتی ہو کہ بابا تم سے

کبھی ناراض نہیں ہو سکتے۔" وہ ان کو پانی پلاتے ہوئے بولے۔ جو انہوں نے پینے سے انکار کر دیا۔

"اس بار خفا ہو گئے بہروز۔ کیونکہ اس بار میں نے سب کو ناراض کر دیا۔ اماں' بھائی' حتیٰ کہ آپ کو' اپنے بچوں تک کو ناراض کر دیا میں نے "میں" کے اندر گم ہو کر میں خود کو گم کر بیٹھی۔ کھو گئی میں۔ اکیلی رہ گئی۔ بابا کی بات سچ ہو گئی۔" وہ روتی گئیں' بہروز مزید کچھ نہ بول پائے۔

"بہروز۔" اچانک ہی انہوں نے بہروز کے ہاتھ تھام لیے۔

"کیا ہم پاکستان جا سکتے ہیں؟ صبح' پہلی فلائٹ سے ہی۔"

"لیکن۔" بہروز حیران و پریشان رہ گئے۔

"لیکن نہیں پلیز۔ آپ پلیز ٹکٹس کنفرم کروا لیں۔ میں تب تک ناشتہ بنا لوں۔ پلیز جلدی' ہاں۔" وہ گال ہاتھوں سے صاف کرتی' انہیں ہدایات دیتی تیزی سے باہر نکل گئیں اور بہروز آنے والے وقت کا سوچنے لگے۔

☼ ☼ ☼

گیٹ کا چھوٹا دروازہ کھلا تھا۔ بہروز ٹیکسی والے کو کرایہ دے کر سامان نکالنے لگے۔ لیکن لیلیٰ انہیں وہیں چھوڑ کر اندر چلی آئیں۔ یہ گاؤں کا وہی کچا مکان تھا۔ مگر جگہ جگہ لگائے گئے پودے بالکل اسی ڈھنگ سے تھے جیسے ان کے آبائی گھر میں۔ کالے سفید پتھروں سے مل کر بنائی گئی بڑی سی روش پہ چلتی وہ جیسے بیتے لمحوں میں سانس لینے لگیں۔

پرانی جگہوں پہ آتے ہی ماضی سانس لینے لگتا ہے۔ انہیں محسوس ہوا تھا۔ آگے گھر کا اندرونی دروازہ تھا۔ جس کے سامنے درخت کی سوکھی شاخوں سے چھپر نما برآمدہ بنا کر اوپر بوگن ویلیا کی بیل ڈال دی گئی تھی۔ شہریار نے کیسے اپنی یادوں' اپنے ماضی کو زندہ رکھا تھا۔ انہیں حیرت ہوئی۔

انہوں نے ہلکے سے دروازے کو دھکیلا۔ دروازہ کھلتا چلا گیا۔

"لیلیٰ زوئے!" بوا بیگم کے ہاتھ سے گلاس چھوٹ گیا۔ لاؤنج میں اس وقت صرف وہی تھیں۔

"بوا بیگم۔" وہ تیزی سے ان کے شفیق وجود سے لپٹ گئیں۔ آنسو قطار در قطار ان کا چہرہ بھگونے لگے۔ گلاس ٹوٹنے کی زور دار آواز پہ سب ہی اپنے کمرے سے باہر آئے تھے۔ اور ساکت رہ گئے تھے۔

عینا سیڑھیوں پہ ہی کھڑی رہ گئی۔ شہریار اور بتول اماں چاہ کر بھی ان کی طرف قدم نہ بڑھا پائے۔ وہ مرے مرے قدم اٹھاتی ان کے قریب آگئیں۔

"بتول اماں' شہری!" ان کے پاس جیسے لفظ ختم ہو گئے تھے۔ وہ وہیں ڈھے گئیں اور زار و قطار رونے لگیں۔ بتول اماں کی آنکھیں جھلملانے لگیں۔ شہریار نے آگے بڑھ کر بہن کو کندھوں سے تھام کر کھڑا کیا۔ اور اسے ساتھ لگا لیا۔

"بیٹیاں شہزادی ہوتی ہیں۔ تو بہنیں بھی بھائیوں کا

ادارہ خواتین ڈائجسٹ کی طرف سے

بہنوں کے لیے خوب صورت ناولز

زرد موسم	راحت جبیں	1000/-
حساب دل رہنے دو	نبیلہ عزیز	400/-
محبت من محرم	سمیرا حمید	400/-
ایک تھی مثال	رخسانہ نگار عدنان	500/-
یہ گلیاں یہ چوبارے	فائزہ افتخار	400/-
دست مسیحا	نگہت سیما	400/-
گل کہسار	فرح بخاری	400/-

بذریعہ ڈاک منگوانے کے لیے

مکتبہ عمران ڈائجسٹ

37، اردو بازار، کراچی

https://reading.caretofun.net/

مان ہوتی ہیں آپا! آپ کو آئندہ کبھی مجھ سے شکایت نہ ہوگی۔" انہوں نے بہن کو خود سے لگا لیا۔ ساری ناراضی پل میں ہوا ہو گئی۔ وہ اور رو دیں۔

"السلام و علیکم۔" تب ہی بہروز اندر آئے تھے۔ شہریار اور بتول اماں نے کھلے دل سے ان کا استقبال کیا۔

"بتول اماں۔" لیلیٰ ماں کی طرف بڑھیں تو انہوں نے بھی بانہیں وا کر دیں۔ وہ کتنی ہی دیر تک سسکتی رہیں۔ عینا سب کو دیکھتی چپ چاپ واپس مڑ گئی۔

☼ ☼ ☼

"شکر ہے کہ امی نے وقت پہ سب کچھ بکھرنے سے بچا لیا۔" عیشا نے ہری پیلی چوڑیاں عینا کی کلائی میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"ویسے سچ کہوں تو مجھے اس سب کی اب امید نہیں رہی تھی۔" مینا اس کے سنہری بالوں میں چٹیا ڈال کر پھول سجا رہی تھی۔

"امید تو مجھے بھی نہیں رہی تھی۔ لیکن سچ میں اللہ جو کرتا ہے بہتر کرتا ہے۔" عیشا نے مسکراتے ہوئے گرین موتیوں کا سیٹ عینا کو پہناتے ہوئے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کتنی پیاری لگ رہی ہو۔ ماشاء اللہ۔" اس نے ٹھوڑی سے اس کا چہرہ تھام کر اونچا کیا۔ سبز اور زرد رنگ کے لباس میں واقعی وہ کوئی پری لگ رہی تھی۔ ان چھوئی اجلی اجلی سی معصوم سی پری۔

"میں نے بھی کہاں سوچا تھا کہ سب کچھ ختم ہو کر یوں دوبارہ سے شروع ہو جائے گا۔" عینا تو ابھی تک شاکڈ تھی۔ اسے تو جب سے بتایا گیا تھا کہ لیلیٰ یہاں جلد از جلد اس کے نکاح اور جھٹ پٹ رخصتی کے لیے ہی آئی ہیں تو وہ جیسے دنگ رہ گئی۔

"ابھی جب تم اور عافین ایک دوسرے کو سب کے سامنے قبول کرنے کا اقرار کرو گے تو ساری حیرت ہوا ہو جائے گی۔" مینا نے شرارت سے اسے چٹکی لی۔ وہ سی کر کے رہ گئی۔

اسے لاؤنج میں لایا گیا تو سب کی سراہتی نظریں دیکھ کر وہ جیسے خود میں سمٹی جا رہی تھی۔ مینا اور عیشا نے عافین کے ساتھ ہی اسے بٹھا دیا — اس نے ڈرتے ڈرتے ایک نظر عافین کے مطمئن چہرے پہ ڈالی، جو اب بہنوں کی شرارت کا جواب دے رہا تھا۔ اور پھر دور بتول اماں سے بات کرتی لیلیٰ پھپھو کو دیکھا ان کے چہرے پہ بھی اطمینان اور خوشی رقم دیکھ کر اسے کچھ اطمینان محسوس ہوا۔

"عینا۔" وہ چونکی۔ عافین نے اسے پکارا تھا۔ وہ مزید سمٹ گئی۔ اس کے گریز پہ وہ مسکرا دیا۔

"صرف اتنا بتا دو، کوئی اعتراض تو نہیں۔" وہی دوستانہ لہجہ۔

"میں نے شاید بتا دیا تھا آپ کو۔"

"میں پھر سننا چاہتا ہوں۔"

"میرے لیے تو اب بھی یہ سب ناقابل یقین ہے۔" وہ مدہم لہجے میں بولی۔

"لیکن میرے لیے نہیں۔" وہ چونکی، اس نے دیکھا عافین کی آنکھیں جگمگا رہی تھیں۔

"مجھے اپنے رب پہ بھروسا تھا۔ اور پھر ویسے بھی جس آسمان کا پہلا تارہ میرے نام کا تھا۔ اس آسمان کا چاند کسی اور آنگن میں بھلا کیسے جگمگا سکتا تھا۔" وہ مسکراتے ہوئے پورے یقین سے بولا تھا اور عینا کے دل کے اندر تک اطمینان سرایت کر گیا تھا۔

بے شک، رشتوں کو توڑنے میں نہیں، جوڑنے میں ہی انسان کی بقا ہے۔

نظیر فاطمہ

اپنی ہے پیاری

گھر کے پچھواڑے میں اسٹور نما دو کمرے بنے ہوئے تھے جن کے دروازے ہر وقت مقفل رہتے تھے۔ عائشہ نے ان بند کمروں کی چابی اٹھائی اور گھر کی مرکزی عمارت سے نکل کر ان کمروں کی طرف چلی آئی۔ اس نے باری باری دونوں کمروں کے تالے کھولے اور کمروں کے دروازے کھول کر اندر کے حبس کو باہر نکلنے کا موقع دیا۔

کوئی دس منٹ بعد اس نے پہلے کمرے میں جھانکا۔ پورا کمرہ سامان سے بھرا ہوا تھا۔ پیٹیاں، ڈبوں میں بند الیکٹرونکس مشینری، کراکری، الماریاں اور نہ جانے کیا کچھ اس کمرے میں بھرا ہوا تھا۔ ہر چیز مٹی اور گرد سے اٹی ہوئی تھی۔ جگہ جگہ مکڑیوں کے

https://reading.caretofun.net/
CamScanner